

امت محمدیہ، ایک داعی امت

”جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہیں، ان میں کچھ ایسے سمجھدار لوگ کیوں نہیں ہوئے، جو زمین میں فساد بچانے سے روکتے ہوئے ان میں سے تھوڑے لوگوں کے جن کو ہم نے بجا لیا تھا اور جو لوگ زیادتی کرنے والے تھے وہ جس ناز و نفرت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے اور وہ تھے ہی گنہگار لوگ“ (سورہ ہود: ۱۱۶)

وضاحت: قرآن مجید کی آیت میں اللہ رب العزت نے ماضی کی ان قوموں کا تذکرہ کیا جو بیادین لذتوں میں پھنس کر جرائم پیشہ بن گئے، اللہ ہی پرستی ان کی زندگی کا مقصد بن گئی، آخرت سے بیکسرا غافل ہو گئے اور دینی، اخلاقی اور سماجی گناہوں سے پرانم پیشہ بن کر اللہ کی ناکہ میں مجرم بن گئے تو ان کے ان اعمال مجرمانہ کے سبب وہ ہلاک کر دیئے گئے، اگر اس قوم کے سمجھدار اور بندار لوگ انہیں خیر و بھلائی کی دعوت دیتے تو وہ شاید انجام بد سے محفوظ ہوجاتے، گو یا قرآن کریم بچھلی قوموں کی ہلاکت و بربادی کا تذکرہ کر کے اس امت کے باشعور افراد کو بیدار کرنا چاہتا ہے، جس قوم کے صالح افراد اپنی اجتماعی ذمہ داری سے منموز لیتے ہیں تو دنیا پر اس کوتاہی کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ایک داعی امت بنا کر بھیجا ہے، اس کے فرائض منصبی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شامل ہے، اس کو ہر وقت اپنے فرائض کا استحضار رہنا چاہئے، جس کو حدیث پاک میں ایک مثال سے سمجھایا گیا کہ اللہ کے حدود یعنی احکامات پر عمل پیرا ہونے والے اور حدود یعنی احکامات کو توڑنے والے کی مثال ایسے لوگوں کی ہے کہ ایک کشتی پر سوار ہونے کے لئے قرعہ اندازی کی بعض لوگوں کے نام اوپر کی منزل کا قرعہ نکلا اور بعض لوگوں کے نام نیچے کی منزل کا قرعہ نکلا تو جن لوگوں کے نام نیچے کا قرعہ نکلا وہ پانی لینے کے لئے اوپر جاتے، جب وہ اوپر والی منزل کے لوگوں کے پاس پانی لے کر گذرتے تو ان کو خیال ہوتا کہ ہماری وجہ سے ان لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، ان لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ اپنے حصہ یعنی پانی سے پانی لے لیتے اوپر اب اگر اوپر کی منزل کے لوگ میں سوراخ کرنے دیں تو پانی بھر جائے گا اوپر نیچے ڈوب جائیں گے اور اگر کو جہاز میں سوراخ کرنے جائیں گے اور زندہ سلامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امر کشتی کی مثال دے کر جس خوبی و برائی کے ساتھ معاشرہ کے اندر پائے جانے والے ایسے اور برے لوگوں کی تصویر کشی فرمائی وہ بڑی چشم نشا ہے، یہاں حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسے اپنے وجودی، تہذیبی اور عقائد کردار کے ساتھ گمراہی سے بچنے کی کوشش کرے۔



اپنے حصہ یعنی پانی سے پانی لے لیتے اوپر اب اگر اوپر کی منزل کے لوگ میں سوراخ کرنے دیں تو پانی بھر جائے گا اوپر نیچے ڈوب جائیں گے اور اگر کو جہاز میں سوراخ کرنے جائیں گے اور زندہ سلامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امر کشتی کی مثال دے کر جس خوبی و برائی کے ساتھ معاشرہ کے اندر پائے جانے والے ایسے اور برے لوگوں کی تصویر کشی فرمائی وہ بڑی چشم نشا ہے، یہاں حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسے اپنے وجودی، تہذیبی اور عقائد کردار کے ساتھ گمراہی سے بچنے کی کوشش کرے۔

مسجد کی توسیع میں بلا اجازت دوسرے کی زمین لینا

ج: مسجد کئی نے مسجد کی توسیع کی اور توسیع میں میری زمین مجھے بتائے بغیر لے لی، جبکہ آبادی کے اعتبار سے مسجد کے اپنے حصہ پر ہی مسجد تعمیر کا فیصلہ تھا، مجھے زمین کی سخت ضرورت ہے، مسجد کئی نے میرے ساتھ حکم کیا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح جبراً کسی کی زمین مسجد میں لینا جائز ہے، میں اپنی زمین لے سکتا ہوں یا نہیں؟ جبکہ تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

ج: دوسرے کی زمین پر اس کی اجازت و رضامندی کے بغیر مسجد کی توسیع شرعاً جائز نہیں ہے، یہ غصب ہے اور باطل طریقہ پر دوسرے کا مال حاصل کرنا ہے، جس سے قرآن و حدیث میں منع کیا گیا ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ”وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ“ (البقرہ: ۱۸۸) ”والمعنى لا ياكل لا ياكل بعضكم مال بعض بغير حق فيدخل في هذا القمار والخذاع والغصب ووجد الحقوق والمال تطيب به نفس مالكة أوحرمته الشرعية وإن طابت به نفس مالكة“ (الجامع لاحكام القرآن: ۳۳۸/۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کا مال اس کی رضامندی و خوشدلی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔ ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لتأخذوا أموالنا لا لئلا نلحق مال امرئ إلا بطيب نفس منه“ (مشکوٰۃ، ص: ۳۵۵) نیز فرمایا: جس نے ناحق کسی کی زمین ہڑپ لی قیامت کے دن اسے اس کے ساتھ زمین کے سات تین تین دھنسا دیا جائے گا: ”عن سالم عن أبيه رضى الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم من أخذ من الأرض شيئاً بغير حق خسف به يوم القيمة الى سبع أرضين“ (صحیح البخاری: ۳۳۲۱) ابواب المظالم، باب اثم من ظلم شيئاً من الارض

مسجد اللہ تعالیٰ کا مقدس اور پاکیزہ اور طیب مال ہی استعمال ہونا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایھا الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً، وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: يا أيها الرسل كلوا من الطيبات (الصحيح) لهذا صحت مسؤله میں اگر یہ آپ کی اجازت و رضامندی کی توسیع میں لے لی، تو نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، آپ کو اگرچہ شرعاً مین حاصل ہے حصہ کو خالی گروا دیں لیکن ایسی صورت لے بہتر ہے کہ آپ اس کی قیمت یا اس کے بدلہ



اللہ امر المؤمنین بما أمر به المرسلين فقال: يا أيها الرسل كلوا من الطيبات (الصحيح) لهذا صحت مسؤله میں اگر یہ آپ کی اجازت و رضامندی کی توسیع میں لے لی، تو نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، آپ کو اگرچہ شرعاً مین حاصل ہے حصہ کو خالی گروا دیں لیکن ایسی صورت لے بہتر ہے کہ آپ اس کی قیمت یا اس کے بدلہ

مشروط طلاق کے وقوع سے پہلے ایک طلاق دینے کا حکم

س: زید نے اپنی بیوی سے فون پر بچھڑ و مباحثہ کرتے ہوئے کہا ”اگر تم نے مجھے فون کیا تو تم کو طلاق ہو جائے گی، اس کے بعد بیوی نے اب تک شوہر کو فون نہیں کیا ہے، بلکہ شوہر نے ہی فون کر کے بات کی ہے، چار ماہ بعد زید بگڑ آیا، بیوی میک میں تھی، وہ اپنے سرال گیا اور ایک رات گزارنے کے بعد بیوی کی رخصتی کا مطالبہ کیا، گھر کے لوگوں نے رخصت نہیں کیا، زید واپس اپنے گھر آیا اور شام کو فون کی حالت میں بیوی کو فون کر کے کہا ”تم نہیں آتی تم سے رشتہ ختم کر لیں گے، جاؤ ایک طلاق ہو گیا“ ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: بشرط صحت سوال صورت مسؤلہ میں جب شخص مذکور نے اپنی بیوی سے کہا اگر تم نے مجھے فون کیا تو تم کو طلاق ہو جائے گی اور بیوی نے اب تک فون نہیں کیا ہے، بلکہ شوہر نے ہی فون کیا ہے تو ایسی صورت میں ہی الفی الال اس جملہ سے اس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، البتہ آئندہ جب بھی بیوی اس کو فون کرے گی شرط کے مطابق اس پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی: ”وإذا أضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً“ (الفتاوى الهندية: ۳۲۰/۱)

اس کے بعد جو شوہر نے کہا تم نہیں آتی تم سے رشتہ ختم کر لیں گے جاؤ ایک طلاق ہو گیا، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر شرعاً ایک طلاق واقع ہوگی، دوران عدت شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے، جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ وہ اگر دم و مرد مسلم کے سامنے کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو لوانا لیا اور اس کی خبر بیوی کو بھیجی کر دے، اگر دوران عدت اس نے رجعت نہیں کی تو عدت گزرنے کے بعد بیوی باندہ ہوجائے گی، رشتہ نکاح ختم ہوجائے گا اور وہ شوہر کی رجعت سے خارج ہوجائے گی: ”الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان“ (البقرہ: ۲۲۹) فان

طلقها ولم يراجعها بل تركها حتى انقضت عدتها بابت“ (بدائع الصنائع: ۲۸۳/۳) مذکورہ بالا صورت میں شوہر چونکہ ایک معلق طلاق دے چکا ہے اس لئے بیوی کسی بھی وقت اس کو فون کرے گی تو اس پر مزید ایک طلاق واقع ہوجائے گی اور اس کے ساتھ دو طلاق ہوجائے گی، لیکن اگر وہ چاہتا ہے کہ یہ معلق طلاق واقع نہ ہو اور بیوی بھی اس کو فون کرے تو اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر ابھی دوران عدت اپنی بیوی سے رجعت نہ کرے بلکہ عدت گزر جانے دے، جب عدت مکمل ہوجائے تو بیوی اس کو فون کرے (اس سے پہلے فون ہرگز نہ کرے) اس طرح یقین ختم ہوجائے گی، بیوی باندہ ہوجائے گی اور کل طلاق نہ ہونے کی وجہ سے یہ طلاق واقع نہیں ہوگی، اس کے بعد دونوں باہمی رضامندی سے نئے مہر کے ساتھ شرعی طور پر پھر سے نکاح کر لیں، اب بیوی کے فون کرنے پر اس پر مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اور شوہر دو طلاق کا مالک رہے گا: ”وَوَزَّوَال الْمَلَكَ بَعْدَ الْيَمِينِ بَأْنْ طَلَقَهَا وَاجِدَةً أَوْ شَيْئِينَ لَا يَبْطُلُهَا فَإِنْ وَجِدَ الشَّرْطُ فِي الْمَلَكَ انْحَلَّتْ الْيَمِينُ بَأْنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: إِنَّ دَخَلْتُ الدَّارَ فَانْتِ طَلَقْتُ فَدَخَلْتُ وَهِيَ امْرَأَتُهُ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَلَمْ تَبْقَ الْيَمِينُ وَإِنْ وَجِدَ فِي غَيْرِ الْمَلَكَ انْحَلَّتْ الْيَمِينُ بَأْنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: إِنَّ دَخَلْتُ الدَّارَ فَانْتِ طَلَقْتُ فَدَخَلْتُ قَبْلَ وجود الشَّرْطِ وَمَضَتْ الْعِدَّةُ ثُمَّ دَخَلْتُ الدَّارَ تَحْتَلُّ الْيَمِينُ وَلَمْ يَقَعْ شَيْئٌ كَذَّافِي“ (الفتاوى الهندية: ۳۲۱/۱، الباب الرابع في الطلاق بالشرط)

واضح رہے کہ شراب اور اس جیسی نشا آور چیزوں کا استعمال شرعاً ناجائز و حرام ہے، اس کی وجہ سے شخص مذکور رخت گنہگار ہوا، اس پر لازم ہے کہ پوری ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار کرے، اللہ تعالیٰ سے ڈرے، احکام شریعت پر عمل کرے اور آئندہ طلاق کے بغیر استعمال اور چیزوں سے مکمل پرہیز کرے۔ سلفاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

صلہ رحمی کیجئے

”حضرت سلمان بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑی عبادت اور ان کے ساتھ لطف و رحمت سے پیش آنے کو بڑے اجر و ثواب کا عمل قرار دیا ہے، اگر آپ کسی عیال و پریشان حال اور ضرورت مند کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ بھی بلاشبہ ایک بڑا کار خیر ہے، اس کے نتیجے میں رب کا ناک آف کو دینا و خیرت میں نوازیں گے، لیکن اگر آپ اپنے کسی ضرورت مند رشتہ دار و عزیز کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہیں، دست تعاون بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں آپ کو ہر اجر عطا فرمائیں گے، ایک تو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور دوسرے صلہ رحمی کرنے کا، ایک سے تعلق خاطر اور رحمت و ودعت کا رشتہ قائم رہتا ہے جس کے باعث زندگی خوشگوار و آسائش مند بنتی ہے، اس لئے شریعت نے والدین کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو اصل یعنی تکرار دیا ہے ”وإسوال الدين إحسانا وبذی القربى“ کہ ماں باپ اور قرابت والے کے ساتھ نیک کنے کا حکم آیا بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ اسلام میں معاشرتی تعاون کا آغاز گھر سے ہوتا ہے، پھر وہ رشتہ داروں تک وسیع ہوتا ہے اور پھر اس کا دائرہ پوری جماعت کو حاوی ہوتا ہے، بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے، فرمایا کہ خدا کی بندگی کرو، کسی کو اس کا ساجھی نہ بناؤ، نماز پوری طرح ادا کرو، زکوٰۃ دو اور قرابت داروں کا حق ادا کرو، دوسری جگہ فرمایا کہ جو قرابت کا حق ادا نہ کرے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے رزق اور عمر میں کشادگی اور برکت ہوتی ہے اور قطع رحمی سے نحوست اور مصیبت طاری ہوتی ہے، ایسا شخص اللہ کی رحمتوں سے محروم رہے گا جی کہ حدیث پاک میں یہاں تک کہا گیا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی تشریح مادی توجیہ سے بھی کی جاسکتی ہے کہ انسان کے خانگی افکار اور خاندانی جھگڑے بہت کچھ اس کے لئے اضمحلال و منکدر اور دلی پریشانی کا سبب ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ اپنے خاندان والوں کے ساتھ نیک کا برتاؤ، صلہ رحمی اور خوش خلقی سے پیش آتے ہیں، ان کی زندگی میں خانگی مسرت، اخراج اور طمانیت خاطر رہتی ہے، جس کی وجہ سے ان کی دولت اور عمر دونوں میں برکت اور زیادتی ہوتی ہے، آگے تحریر فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کا کمال یہ نہیں ہے کہ جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی جو قرابت کا حق ادا نہیں کرتے ہیں ان کا حق ادا کیا جائے (سیرۃ النبی: ۶۰/۶۷) اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ نے آپ کو مال و دولت کی نعمتوں سے نوازا ہے تو اللہ کے رضا و خوشنودی کی خاطر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے اور ان میں جو جتن و ضرورت مند ہیں ان کی مالی مدد و روضہ کیجئے اور اس کے عوض کوئی مادی منفعت کے حصول کو دل سے نکال دیجئے، تاکہ اللہ کے یہاں آپ کے اجر و ثواب میں کمی نہ ہونے پائے۔

امارت شرعیہ بھار اڈیسہ وجہار کھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پہلے وار شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 47 مورخہ ۶ جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

اکیلا پن: فریڈ ہوڈنگ

انسان ایک سماجی جاندار ہے، اس کی ضروریات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، خاندان سے لے کر سماج اور معاشرہ کی ضرورت ہے کہ وہ ساتھ رہے، ساتھ چلے، صلح و بہبود کے لیے مل کر کوشاں ہوں، ماضی قریب تک دیہاتوں میں جو پیال اور شہروں میں کلب کا قیام اور اس کی ہمہری لوگ اسی ضرورت کے لیے لیا کرتے تھے اور جڑا کرتے تھے، لیکن زمانہ بدلا، احوال بدلے، جمعی گنگو کی جگہ باقیوں میں موبائل آگے، اب گھر کا ہر فرد چاہے، ایک ہی مجلس میں کیوں نہ بیٹھا ہو، وہ اکیلا ہوتا ہے اور موبائل کے مختلف ایپس میں لگا رہتا ہے، بونی کو شکایت ہے کہ شوہر وقت نہیں دیتا، شوہر کو شکایت ہے کہ موبائل کی مشغولیت نے ہماری خانگی زندگی کو برباد کر دیا ہے، بچے والدین کے بیٹھے بول اور بصحت سننے کو تڑپتے ہیں اور وہ تو بھی کے شکار ہیں، اکیلا پن انہیں کھاتے جا رہا ہے، دفتر کے اوقات کا بھی بڑا حصہ موبائل پر برباد ہوتا ہے، اعلیٰ سوسائٹی میں کسی درجہ میں کیوں سے دلچسپی ہے، لیکن اس قدر نہیں کہ وہ موبائل کی جگہ لے سکے، ہر آدمی اکیلا سا ہو گیا اور سماجی زندگی پر بیٹنگ کی مثل ”اکا جاہل“ صادق آ رہا ہے، ہر آدمی اکیلا اور تنہا ہو کر رہ گیا ہے، امریکن سائیکو ٹریک ایبوسی انیشن کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر تیسرا شخص اکیلے پن کا شکار ہے، جن میں نوجوانوں کی تعداد زیادہ ہے، غیر شادی شدہ نوجوانوں میں اس کا تناسب 39% اور شادی شدہ لوگوں میں 22% فی صد ہے، جو لوگ اس قدر تنہا ہوتے ہیں، وہ بھی دوست کا دوست، دوست اور دشمن کا دشمن دوست کے فارمولے سے بٹ گئے ہیں، اب تو پیلے والے جاں نثار، وفادار اور قربانی کے جذبہ سے سرشار دوست رہے اور نہ ہی تعلقات میں وہ گرم ہوشی باقی رہی، جن کے پاس دوست ہیں وہ بھی اپنے دوست کو دوسرے دوست سے ملانے سے کتراتے ہیں اور ایک سے دوسرے کو دور رکھنے کی روش پر عمل ہیں، انگریزی میں اس عمل کو ”فریڈ ہوڈنگ“ کے نام سے جانتے ہیں، یہ ایک روایت بن گئی ہے، ”فانٹنگ فار ڈرفریڈ ہیپ“ کی مصنف ڈانی ایل پائڈرنگسن کے مطابق ”فریڈ ہوڈنگ“ کے کفر سے رواج پانے کی ایک وجہ عدم تحفظ اور دوستوں کے کھوئے کا ڈر ہے، جس سے ماضی میں کہ یہ ایک عام نفسیات ہے، لیکن ترقی یافتہ ممالک اور موشل میڈیا کے غیر معمولی اثرات کی وجہ سے اس عمل میں تیزی آئی ہے، انٹرنیٹ کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلاب نے انسانوں کو اکیلے پن کا شکار بنا لیا ہے، حالانکہ وہ الگ الگ گروپ میں اپنی مرضی اور پسندیدگی کے اعتبار سے جڑے نظر آتے ہیں، لیکن وہ ”فریڈ ہوڈنگ“ کے شکار ہوتے ہیں، انہیں بڑھ رہتا ہے کہ اگر آپ دوستوں کو دوسرے دوستوں سے ملائیں گے تو وہ آپس میں اس قدر گھل مل جائیں گے کہ ہم ہی پیچھے رہ جائیں گے اور وہ دوستی کی راہ پر آگے بڑھ چکے ہوں گے، یہ اصلاً جملن کا محضر ہے، جو ایک کو دوسرے سے الگ رکھنے پر مجبور کرتا ہے، اس خوف کی ایک اور وجہ اپنی شناخت ہے، لوگ الگ الگ دوستوں کے ساتھ اپنی الگ الگ شناخت کے ساتھ ملتے ہیں، ضروری نہیں کہ ہر دوست پر سے احوال سے واقف ہو، ان کا آپس میں ملنا اس سچیان اور شناخت کے ختم کی وجہ بن سکتی ہے، اس لیے ”فریڈ ہوڈنگ“ پر سختی سے لوگ عمل پیرا ہوتے ہیں، مردوں کی یہ نسبت عورتوں میں ”فریڈ ہوڈنگ“ کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے، کیوں کہ ان کے اندر حسد اور ظلم کی مقدار نسبتی اعتبار سے مردوں سے زیادہ ہوتی ہے، وہ دوستی، سبکی، سبکی، ہمہیا، کو ایک سماجی تعلق نہیں، ذاتی رشتے کے خاتمہ میں رکھی ہیں اور اسے محفوظ رکھنا چاہتی ہیں۔

اس طریقہ کار کو بڑھاوا دینے میں سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا بھی بڑا ہاتھ ہے، اس کی وجہ سے لوگوں کا راجحیاتی دوستی کی طرف بڑھنا ہے، اس صورت حال نے دوستی کے مقاصد کو بھی متاثر کیا ہے، دوستی کا ایک بڑا فائدہ مشکل وقت میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہوتا تھا، لیکن سوشل میڈیا نے اسی لیے کہا تھا کہ ”دوست آں باشند کہ گیر دست دوست در پریشانی حالی و در نادگی“ لیکن اب یہ باقی نہیں رہا، اکیلا پن اور ”اکا جاہل“ کی روایت نے اجتماعی خوشی غمی اور تحفظ کے احساس سے بھی انسانوں کو عاری کر دیا ہے۔ اس روایت کو فروغ دینے میں اس احساس کا بھی حصہ ہے کہ اگر ہم نے دوسروں سے اپنے دوست کو متعارف کرا دیا تو یوں ممکن ہے کہ میری صلاحیت سے زیادہ کہ ہواور کسی وجہ سے ہم پر بھاری پڑ جائے، ایک خطرہ تعلقات میں ہمارے کے ساتھ پیدا، خفا و تحقیر وغیرہ میں بھی ہمارا ہوتا ہے، اس خوف سے بھی لوگ دوستوں، رشتہ داروں اور متعلقین سے دور رہتے ہیں یا قصداً نظر انداز کرتے ہیں، اس کا فائدہ بھی انہیں یہ ملتا ہے کہ ہدایا اور نظرات کی رقم تقسیم نہیں ہوتی اور کسی کو صلواتوں کے قابل کا موقع نہیں ملتا اور وہ ”اندھے گاؤں میں گنہگار“ کے مصداق اپنی خود ستانی اور خود نمائی کا موقع حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی واہ واپسی ہوتی رہتی ہے، اسی طرح تنظیم، ادارے، جماعتیں اور تنظیموں کے شخص و افراد کو ماضیاتی تنظیم کے مخصوص معاونوں سے ملانے میں بھی کتراتے ہیں، یہاں بھی وہی ڈرتا ہے کہ کہیں شخص ہماری تنظیم سے الگ ہو کر دوسری تنظیم سے جڑ نہ جائے، اور جو معاہدات اس کی اس ادارے کے ساتھ رہی ہے وہ دوسرے کو منتقل نہ ہو جائے، یہ معاہدات قدرت رکھتا ہوتا ہے کہ ذمہ دار افراد اپنے علاوہ دوسرے اداروں اور اشخاص کے بارے میں غلط فہمیوں کو اپنی پھیلائے اور دوسرے اداروں کی خدمات کو کم تر دیکھنے سے بھی باز نہیں آتے، یہ فریڈ ہوڈنگ سے اوپر کا کام ہے جو تیزی سے فروغ پا رہا ہے، ظاہر ہے یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے جو اس قسم کے کاموں پر دوستوں، افراد اور ذمہ داروں کو بھارتا ہے، وہ چھوٹی کلب کے آگے بڑی کلب کی طرف بڑے بڑے نہیں جاتے، وہ دوسروں کی کلب کو مٹانے میں یقین رکھتے ہیں، جس کا نقصان ذاتی، خاندانی، سماجی ہمہ جہت ہوتا ہے، ایسا شخص خود بھی اکیلا اور تنہا رہتا ہے۔

ایک کے بعد ایک

باری مسجد کے سلسلے میں غیر واقعی اور دلائل سے عاری فیصلے نے فرقہ پرستوں کے جوصلے اس قدر بلند کر دیے ہیں کہ وہ بی بی بی اقتدار والی ریاستوں میں مسجد، حشرات اور دوسرے آثار پر تازیانوؤں کا مقصد کر رہے ہیں اور انہیں کسی نہ کسی مندر کا نام دے کر عمارتوں سے سرو کر دوانے کے احکام جاری کر رہے ہیں، حالانکہ باری مسجد فقہانہ کے وقت ہی ۱۹۹۱ء میں تحفظ

عمارت کا قانون بن گیا تھا، جس کا خلاصہ تھا کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء میں جس عمارت کی جو بنیادیں عریقی تھی اور جو استعمال تھا، اس کو بدلنا نہیں چاہئے گا، پہلے باری مسجد عمارتی فیصلے کے نتیجے میں گئی، اس کے بعد گلیاں واپی مسجد، دھار مسجد، متھر کی شاہی عید گاہ، جامع مسجد سنہیل کا ممبر آیا، جامع مسجد سنہیل کے سروے کے حکم پر جو وہاں پولیس نے ایک طرف کارروائی کی اور فرقہ پرستوں نے جو ناک چاکیا، اس کی وجہ سے پانچ نوجوان شہید ہو گئے، حالات بے قابو ہوئے تو نیت بند کر دیا گیا اور سنہیل کو پولیس چھوٹی میں تبدیل کر دیا گیا، آج بھی حالات وہاں کے ناگفتہ بہ ہیں، جامع مسجد سنہیل کا قرضہ ۸ لاکھ ۱۸۰۰ میں انگریز دور حکومت میں اٹھا تھا، چھپدا سٹھ تا ایک ہندو نے جامع مسجد کے ذمہ دار محمد افضل پر مقدمہ کیا تھا، ہائی کورٹ نے اس مقدمہ کی سماعت کی تھی اور ہندو فریق کے دعویٰ کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا تھا، سر اسٹورٹ چیف جسٹس نے اپنے فیصلے میں لکھا تھا کہ ”اس پر کئی شواہد ہیں کہ یہ عمارت طویل زمانہ سے بطور اسلامی مسجد کے استعمال کی جا رہی ہے، یہ کہنا قابل توجہ حد تک لغو ہے کہ بوقت ضرورت اسے ہندو بھی استعمال کرتے رہے ہیں، اس لیے عملی اخراجات عدالت ہم اسے (ہندو فریق کے دعوے کو) خارج کرتے ہیں“۔

تازہ تنازعہ سپریم کورٹ کے وکیل وشنو ٹنکر جین اور وکیل دیوئی مندر سنہیل کے مہنت رشی راج گری سمیت آٹھ افراد کا ٹکڑا کیا ہوا ہے، ان لوگوں نے ۱۹ نومبر ۲۰۲۳ء کو پولیس جج آدیٹھ کی عدالت میں ایک درخواست دی تھی اور جامع مسجد کے مندر ہونے کا دعویٰ کیا تھا، جج صاحب کو بھی جلدی تھی، تین گھنٹے ساعت، نوبت، کیشن سروے کے لیے مقرر، تین بجے سروے کا فیصلہ آیا اور اسی دن شام کے سات بجے جا کر سروے کا کا مشرو ع ہو گیا، اسی تیز سہ کار کی کاموں میں غول انہیں ہوتی ہے، لیکن جب نیت میں ٹھوٹ ہو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے، جلدی اس لیے کی گئی کہ کہیں مسجد کٹیسی اس حکم کے خلاف اور برکی عدالت سے اسٹے نہ لائے اور اس کے بعد وہاں کے مسلمانوں پر جو گدگداری اس کی پرورش میں میڈیا اور اخبارات میں آج بھی ہیں، معاملہ کی سماعت کو دیکھتے ہوئے سپریم کورٹ نے جلی عدالت کے فیصلے کے نفاذ پر روک لگا دی اور مسجد کٹیسی کو الٹا آباد ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کی ہدایت دی ہے، اور سپریم کورٹ میں اس مقدمہ کی سماعت منظور کر لی ہے، ۸ نومبر ۲۰۲۳ء کو دوبارہ اس مقدمہ کی سماعت سپریم کورٹ میں ہوگی، چیف جسٹس آف انڈیا جو کھنڈ نے سماعت کے دوران یہ بات کہی ہے، لیکن اس فیصلے کے خلاف ابہری حصے میں آج بھی سروے کا کام ہو رہا ہے۔

اب معاملہ مساجد سے مزارات تک پہنچ گیا ہے، دہاکہ حضرت خواجہ معین الدین امیری رحمہ اللہ کو بھی مندر ثابت کرنے اور سروے کرنے کی درخواست پڑ چکی ہے، ڈیڑھ دن کا بھونڈا کو بھی مندر ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، ان کے علاوہ فرقہ پرستوں کا دعویٰ جو جوش شالہ کمال مولیٰ مسجد، دھار مسجد پر دیش، جامع مسجد جون پور، جامع مسجد ایلوں، جامع مسجد دہلی، تاج گل، قطب مینار وغیرہ پر بھی ہے اور یہ فیست آخری نہیں ہے، دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے، اسی لیے گورنر صاحب نے ہانجا کوٹھڑا پر مشورہ دیا ہے کہ کئی عمارتیں مسلمانوں کی بنوائی ہوئی ہیں، سب کو منہدم کر دو، واقعہ یہ ہے کہ مسلم عہد حکومت میں تعمیر شدہ مساجد، حشرات، تاریخی عمارتیں اس ملک کی بچپان اور شناخت ہیں، جس طرح ان عمارتوں کو مندر ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ اصلاً ہندوستان کے آثار قدیمہ اور یہاں کی تہذیب و شناخت پر حملہ ہے، یہ بات ہمارے سچے صاحبان کو کھچ لینی چاہیے، اور تحفظ عبادت کا قانون کو سنا رہتے ہوئے اس قسم کی عرضیاں قبول نہیں ہونی کرنی چاہیے، چہ جائے کہ اس کے سروے کا حکم دے کر گرفت اور فرقہ پرستی کے نئے دروازے کھولے جائیں اور ملک کو انتشار کے راستے پر گامزن کیا جائے، ہندوستان کا دستور اور آئین اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا، فرقہ پرستوں کو یہ بات کوئی سمجھائے خصوصاً اس شکل میں جب حالت یہ ہے کہ اس وقت ”ہرمون کا قلم سے زہر میں ڈوبا ہوا“

ذیابیطیس

انسانی جسم کو جو امراض لاحق ہوتے ہیں، ان میں سے کئی بیماریوں کے علاج تک انسانی عقل و شعور اور سائنس کی رسائی اب تک نہیں ہو سکی ہے، کینسر، ایڈز وغیرہ کا شمار ایسی ہی امراض میں ہوتا ہے، جس میں علاج و معالجہ اکثر و بیشتر صورت میں کامیاب نہیں ہو رہا ہے، اور زندگی کا اختتام تک ہمہ جہت ہوتا ہے۔

ذیابیطیس یعنی شوگر کا مرض اس علاج بنتا جا رہا ہے، یہ فیک ہونے کا نہیں لیتا، غذا پر بیزار اور دواؤں کے ذریعے معتدل سطح پر رکھا جا سکتا ہے، لیکن یہ ایسا مرض ہے جو ختم نہیں ہوتا، عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق پوری دنیا میں ذیابیطیس کے مریضوں کی تعداد ۳۲ کروڑ سے زائد ہو گئی ہے، فی صد کے اعتبار سے دنیا کی ۶۵ فی صد آبادی اس مرض کا شکار ہے، گذشتہ تینتیس سالوں میں اس مرض میں چار گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں اس مرض کے بالغ مریضوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی، ۲۰۱۲ء میں یہ تعداد بڑھ کر پچاس کروڑ تھی، ایک اندازے کے مطابق پوری دنیا میں شوگر کے مریضوں کی نصف تعداد چین، ہندوستان، امریکہ، برازیل اور انڈونیشیا میں پائی جاتی ہے، چین اور ہندوستان کے اعداد و شمار دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں ملکوں میں شوگر کے مریض زیادہ تر مرد ہیں، اور ان کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، الٹینی امریکہ کے کما لک میں بھی یہ مرض تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

علی ماہرین کے مطابق اس مرض کی وجہ سے اعضاء ریکیم سٹار ہوتا ہے، دل کی بیماریاں اور ہارٹ ایک کے خطرات بڑھ جاتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ خون کے دباؤ اور کولیسٹرول کی سطح پر دھیان رکھا جائے، جسمانی ٹک دو اور پیدل چلنے کو معمول کا حصہ بنایا جائے، مرن غذاؤں سے پرہیز کیا جائے اور بغیر چھانے آنے کی روٹی، بہزیاں پھل وغیرہ کو غذا کا حصہ بنایا جائے، بلڈ پریشر اور وزن پر بھی نگاہ رکھی جائے، ذیابیطیس کے آثار چڑھاؤ اور کولیسٹرول کی سطح کی جانچ معمولاً کرانی جائے، احتیاط، بصورت دواؤں کے استعمال سے بہتر ہے، بہت سارے مریض اس لیے دوا لینے سے کتراتے ہیں کہ پھر پوری زندگی دوا کھانی ہوگی، ظاہر ہے یہ بد عقلی ہے کہ اعضاء ریکیم سٹار ہوتے جائیں اور ہم دوا سے گریز کریں، عقل مند ہی ہے کہ دوا ڈاکٹر کے مشورے سے اور پرہیز و احتیاط کو بھی اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں، دہا سمحت مندر رہتا اس لیے بھی ضروری ہے کہ قوتی مومن کو اچھا کہا گیا ہے، صحت مند جسم میں صحت مند دماغ پائا جاتا ہے اور سارے کام دماغ کی صحت پر ہی موقوف ہیں، سائنس داں دماغی موت کو زندگی کا خاتمہ قرار دیتے ہیں۔

بہت سارے لوگ جب دوا علاج اور احتیاط و تدبیر کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ موت ایک ہی بات نہ آئے گی اور جس حال میں مقدر ہے اسی طرح آئے گی، اس لیے احتیاط و تدبیر اور دوا علاج کا کیا فائدہ ہے؟ ایسے لوگوں کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ مریض کی دوا ہوتی ہے، ہمارا دماغ اور کونج وہاں تک نہ پہنچ پائی ہو دوسری بات ہے، اسی طرح ہمیں احتیاط اور پرہیز کی بھی ہدایت کی گئی ہے اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، ہم چونکہ مقدرات سے واقف نہیں ہیں، اس لیے احتیاط و تدبیر کو اپنے معمول کا حصہ بنانا چاہیے اور غیر ضروری مشق کا سہارا لے کر اپنی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

کلمہ دوست پوری - ایک شخص ایک شاعر

پروفیسر محمد ثناء الہدی قاسمی

ہے، اس طرح دیکھا جائے تو اس مسجد کی تعمیر کے ذریعہ انہوں نے اپنے لیے جنت میں گھر بنوانے کا کام کیا ہے، صادق الامین علیہ السلام کے ہر قول پر ہمارا ایمان ہے اور اس کا تقاضہ ہے کہ شاہ ارازاں کالونی کی مسجد کی تعمیر کے بدلے ہم جنت میں ان کے لیے گھر کی تعمیر کو تسلیم کریں۔

کہتے ہیں کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، یہ عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی میں سے کوئی ہو سکتی ہے، کلمہ دوست پوری کی کامیابی میں ان کی اہلیہ شہزادہ خاتون بنت حافظہ امیرہ اسماعیل ساکن مل مل مدھونی کا بھی بڑا ہاتھ ہے، بیوی سے توقع تو یہی نہ ہوتی کہ وہ انسان گھر کے اندر باہر ٹینشن میں رہتا ہے، ٹینشن کے ساتھ تو تعمیری فکر پروان چڑھ سکتی ہے اور نہ ہی دینی، ملی، سماجی کاموں میں سخت مندانہ شرکت ممکن ہے۔

کئی مضمون نگار نے کلمہ دوست پوری کی ضیافت کا بھی ذکر کیا ہے، گو مجھے کبھی اس کا موقع نہیں ملا، یہ شہادت بھی اتنی سنی ہے، لیکن حد تو اتنی کچھنی ہوئی ہے، اس کام میں اگر بیوی ساتھ نہ دے تو مہمان آوازی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ معاملہ ضیافت کا ہو یا دینی کام کا، اہلیہ نے انہیں سکون کا ماحول فراہم کیا، گھر کو "ٹینشن فری زون" بنا دیا اور کلمہ دوست پوری کے لیے دینی، ملی، سماجی اور دینی کاموں میں آگے بڑھنا ممکن ہو سکا۔

چرچے کلمہ دوست پوری کی سخاوت کے بھی عام ہیں، وہ اپنی ایوارڈ تقریب میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اہلیہ و شوہر کو کفایت سے نوازتے ہیں، اس کے لیے وہ چندہ اکٹھا نہیں کرتے، اپنی جیب خاص سے خرچ کرتے ہیں، دوسرے لوگ (میرے علاوہ) جو تقرب منفقہ کرتے ہیں وہ بھی ان کی اس سعادت خاص سے فائدہ اٹھاتے ہیں، وہ دوسروں سے خرچ کرانے کے بجائے اپنی رقم خرچ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں، چاہے معاملہ تقرب کا ہو یا چاہے ناشتہ کا، ان کا ہاتھ فوراً اپنی جیب کی طرف چلا جاتا ہے، اس دور میں جب پیٹرز کانفرنس، سمینار، سیمینار، مذاکرات علمی کا انعقاد کرنے والے دوسرے کی جیب کاٹنے میں لگے رہتے ہیں، پڑنہ کلمہ دوست پوری اور گھر صاحبہ شہزادہ خاتون نے خرچ کرنے پر یقین رکھتے ہیں، اللہ نے نوازا ہے اور اللہ کی نوازش ان دونوں سے ملنے پر محسوس ہوتی ہے، وہ فریادیں اور سہاگن کے بھی کام آتے ہیں۔

کلمہ دوست پوری کی زندگی سلیقے کے ساتھ گذری ہے، دور ملازمت کا رہا ہو یا سکھو کی بعد کا، معاملہ لباس کا ہو یا وضع و طبع کا، سب میں ان کی سلیقگی چمکتی ہے، ادب سلیقے سے چیزوں کے پیش کرنے کا بھی نام ہے، اسی لیے دسترخوان کو عربی میں مادیہ کہتے ہیں جس پر خورد و نوش کے سامان سلیقے سے رکھے جاتے ہیں، جو خوش ظاہری وضع و طبع میں سلیقہ برتتا ہے، اس کے اندر عموماً خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانے کا بھی سلیقہ آتا ہے، چنانچہ کلمہ دوست پوری کو اللہ رب العزت نے یہ سلیقہ بھی عطا کیا ہے، جسے انہوں نے شاعری کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے جسے گلہ سہ کلمہ (مطبوعہ 2017ء) اور نخبہاے کلمہ (مطبوعہ 2021ء) میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کلمہ دوست پوری نے مختلف اصناف ادب میں طبع آزمائی کی ہے، انہوں نے غزل اور مضموعاتی نظمیں بھی لکھی ہیں، ان کے یہاں داغ اسکول کی طرح کاکل و گیوگل و رخسار اور ہجر و فراق کا ذکر کثرت سے نہیں ملتا، آج کی شاعری میں جو حقیقت پسندی پائی جاتی ہے اس کو کلمہ دوست پوری نے اپنی شاعری میں برتا ہے وہ ماٹے ہیں کہ "یہ دور اشارات و کنایات نہیں ہے" اس لیے بات کھل کر کی جانی چاہیے۔

اس طرح دیکھیں تو کلمہ دوست پوری کی شاعری میں کھلا پن ہے، کھلے پن کا ترجمہ برہنگی مت کر لینے کا، کھلے پن سے مراد اپنے خیالات ہیں جسے الفاظ کے سانچے میں ڈھلنے کے بعد مفہوم تک پہنچنے کے لیے ذہنی جمنائیک نہیں کرنی ہوتی، آپ کہہ سکتے ہیں کہ کلمہ دوست پوری کی شاعری میں نخیل کی رفعت اس قدر نہیں ہے کہ اس کے ڈانڈے فلسفیانہ ڈیڈ ویڈی سے مل گئے ہوں اور نتائج اخذ کرنے کے لیے قضایا ترتیب دینے اور حد فاصل نکالنے کی ضرورت ہو، البتہ کلمہ دوست پوری کی شاعری کی نجات میں فکر کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے؛ البتہ کہیں اور کبھی شاعر میں شاعرینہ واقفیت کے ہم تنی اور جرو اوزراں کے تاروں پر بل پڑ گیا ہو تو دوسری بات ہے، ان کی شاعری میں فنی بحثوں کی گنجائش ہے، لیکن ان کی فکر پر آپ اٹکی نہیں اٹھا سکتے۔

کلمہ دوست پوری کے بہت سارے اشعار رسالہ منتہی کا نذر نمونہ ہیں، مندرجہ

کلمہ اللہ دوست پوری (ولادت 2 جولائی 1947ء) بن عبدالحلیم (9 مارچ 2009ء) بن شیخ محمد ابراہیم، آبائی وطن موضع دوست پور، تھانہ کھجولی، ضلع مدھونی، حال تیسرا شاہ ارازاں کالونی، سلطان گنج بہار، سے میری شخصی و ذاتی واقفیت کم ہے۔ پڑنے کے اپنے بائیس سالہ قیام میں صرف ایک بار اتفاقاً قومی تنظیم کے دفتر میں ملاقات ہوئی تھی۔ اتفاقاً اس لیے کہ میں اردو میڈیا فورم کی میٹنگ میں بحیثیت صدر وہاں حاضر ہوا تھا۔ جناب اشرف فرید مدھونی قومی تنظیم اردو میڈیا فورم کے سرپرست ہیں اور میٹنگ کے لیے ان کے دفتر کا انتخاب کیا گیا تھا، میٹنگ کے اختتام کے وقت کلمہ دوست پوری بھی ایک میٹنگ اور مشورہ کے لیے وہاں پہنچے تھے، اب مجھے یاد نہیں کہ وہ مجھ سے ملے یا ان کے ساتھ ان کے احباب بھی تھے؛ البتہ یہ ضرور یاد ہے کہ ان کی میٹنگ اردو ادب ایوارڈ کمیٹی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے پروگرام کے سلسلے میں تھی، ظاہر ہے اس میٹنگ میں میری حیثیت اجنبی کی تھی، نہ انہوں نے مجھ سے متعارف ہونا چاہا اور نہ ہی میں نے اس کی ضرورت محسوس کی، میرے مشورہ کی بھی انہیں کوئی ضرورت نہیں تھی، اس لیے کئی (اندھا) تو نہیں البتہ سبک، (گولگا، بہرہ)، بنا رہا، وہ جو کلمہ عاجز نے کہا ہے کہ "اس نے پوچھا بھی نہیں میں نے بتایا بھی نہیں"، معاملہ ایسا ہی تھا، ایسی مجلسیں جس میں کسی مولوی کو باکھل خاموش رہنا پڑے، اس سے بہتر اس مجلس سے نکل جانا ہوتا ہے، سو میں نے بھی ایسا ہی کیا، سنا سنا کر کبھی، جس کو ملاقات کہتے ہیں وہ وہ نہیں ہو سکتی؛ البتہ دید و شنید کے مراحل طے ہوئے۔

یہ تفصیل اس لیے بتانی پڑی کہ قاری اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ میری کلمہ اللہ دوست پوری سے کوئی قربت رہی ہے، ان کو میں نے قربت، تعلق اور ملاقات کے حوالے سے نہ تو جانا ہے اور نہ ہی پہنچانا میری ساری شناسائی ان کی ادبی خدمات، شاعری، ادب دوستی، تبلیغی کاموں سے دلچسپی، ملازمت میں ان کی ایما ندری، شفاقت، ان کی ضیافت، مالی قربانی، سخاوت بھرے مزاج کے بارے میں اخبارات میں شائع شدہ خبریں، چند اہل علم کے مضامین اور ان کے وہ اشعار ہیں جو جناب ڈاکٹر اے۔ کے علوی نے مجھ تک پہنچائے، اگر جناب اے۔ کے علوی نے یہ کرم فرمائی نہ کی ہوتی تو میرے لیے کلمہ دوست پوری پر کچھ لکھنا مشکل تھا؛ کیوں کہ کلمہ اللہ دوست پوری کی جانب سے منعقد کی گئی تقرب میں اب تک میری شرکت نہیں ہو سکی ہے، ان کے پروگراموں میں مولویوں کی باریابی اور دوست پوری کی نوازشات سے یہ طریقہ اب تک محروم ہی رہا ہے۔

کلمہ عاجز اور کلمہ اللہ دوست پوری میں جو مماثلت ہے، وہ یہ ہے کہ کلمہ عاجز بھی تبلیغی جماعت سے منسلک تھے اور مثالی شاعری کرتے تھے، کلمہ اللہ کلمہ دوست پوری بھی تبلیغی ہیں اور شاعری کرتے ہیں، کلمہ اللہ دوست پوری تبلیغی جماعت کے سربراہ نہیں ہیں اور کلمہ عاجز کی شاعری سے ان کی شاعری کی مماثلت کسی درجہ میں نہیں ہے، یہ مشابہت بس لفظی ہے، وجہ شہ میں ہلکی سی مناسبت کافی ہوتی ہے، یہ مناسبت جسمانی بھی ضروری نہیں ہے، ظاہر ہے خالد خیر کی طرح ہے کہ مطلب اس کی جسمانی ساخت نہیں ہوتی، مراد جرات و بہادری ہوتی ہے اور اس کا چھوٹا عنصر بھی تشابہہ کے لیے کافی ہوتا ہے، کلمہ دوست پوری کے تبلیغی اور شاعرانہ جوڑ کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

کلمہ اللہ دوست پوری کی ذہنی اٹھان مذہبی ہے، تبلیغی جماعت کے ساتھ ملکی اور غلطی دوروں نے ان کے مزاج کو متزلزل کیا ہے، چہرے پر گھٹی ڈاڑھی ان کے مذہبی رجحان کی نگاہ ہے، وہ کسی بھی تقریب میں اذان کے بعد نماز کی ادائیگی کو ترجیح دیتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ اذان کے بعد سارے گھروں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں ہر طرف ایک گھر کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور وہ ہے اللہ کا گھر "مسجد" جب نماز اور مسجد کی اہمیت اس قدر ذہن و دماغ میں ہو تو ایسے شخص کو اللہ اپنے گھر کی خدمت کے لیے بھی منتخب کر لیتا ہے، کلمہ دوست پوری کو اللہ نے اپنے گھر کی خدمت کے لیے چنا، پندرہ برسوں تک وہ چائے علی مسجد سبزی باغ اور دس برس جامع مسجد مصلیٰ کنواں پندرہ کی خدمت بحیثیت سکرٹری کرتے رہے، 2008ء میں شاہ ارازاں کالونی پندرہ میں ان کی جدوجہد اور اہل خیر کے تعاون سے ایک مسجد کی تعمیر ہوئی، حدیث میں آیا ہے کہ جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا

ذیل شعر دیکھئے

جس زبان پہ ذکر خدا نہ ہو وہ زبان نہیں ہے
ذرا سر جھکا کر دیکھو وہ کہاں کہاں نہیں ہے

نظر کرم جو پہلے تھی عالی جناب کی
اب آپ کی وہ چشم عنایت نہیں رہی

کسی کیسی ہستیاں تھیں مل گئیں سب خاک میں
کل جہاں آبادیاں تھیں آج ہیں ویرانیاں

کلمہ دوست پوری دوسروں سے خیال متعارف نہیں لیتے۔ وہ اپنے خیالات کو اپنے انداز میں پیش کرتے ہیں، عشق کا لفظ ہماری اردو شاعری میں زیادہ استعمال ہوتا رہا ہے، بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ لفظ ہمارے عہد میں سوزنا ہو گیا ہے، عربی زبان میں پہلے بھی یہ لفظ پائیزہ نہیں سمجھا جاتا تھا، اسی لیے عربی شاعری میں تو یہ لفظ ملتا ہے؛ لیکن قرآن و احادیث میں اس کا استعمال نہیں ہوا ہے، شعراء نے اس کے اثرات کو اپنے اپنے ذہن سے منہاس کیا ہے۔ غالب کہتے ہیں

عشق نے غالب تکما کر دیا
ورد نہ بھی آدی تھے کام کے

کلمہ دوست پوری نے بھی عشق کی کراہتوں اور نقصانات کا ذکر کیا ہے، اس نے ان کو رسوا بھی کیا اور بے قراری، دل کا خسارہ اس پر مستزاد، کہتے ہیں۔
عشق نے آخر مجھ کو رسوا کر دیا
بیول کا سودا تھا خسارے میں رہا

بے وفائی بے دردی دیکھی نہیں ایسی
آہر جاتی رہی دل مرادو تاربا
لیکن اس عشق کو عاشق صادق مولانا محمد احمد پرتاب گھمٹی نے غالب کے شعر میں صرف دو لفظ کو بدل دیا تو کیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی، غالب کے شعر کو ذہن میں رکھیں اور مولانا محمد احمد پرتاب گھمٹی کی اس ترمیم کو دیکھیں۔
عشق نے احمد "بھلی" کر دیا
ورد نہ بھی آدی تھے "نام" کے

آپ سوچ سکتے ہیں، عشق کے فرسودہ لفظ کو اس ترمیم نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔
میں نے اب تک کلمہ دوست پوری کی عمومی شاعری کا تجزیہ کیا ہے، جہاں تک ان کی غزلیہ شاعری ہے، اس میں انہوں نے روحانی تخیل پیش کیا ہے، غزل محبوب و محبوبہ سے بات کرنے کا ہی نام ہے، اس لیے کسی بھی شاعری غزلیہ شاعری اس سے خالی نہیں ہوتی، کلمہ دوست پوری کے یہاں بھی ایسا ہے؛ لیکن کم کم سا ہے، وہ جو غالب نے کہا ہے نا

ع
نفی نہیں بادوہ ساخبر کے بغیر

وہی حال کلمہ دوست پوری کی غزلیہ شاعری کا ہے، کلمہ دوست پوری کی غزلوں کے چند اشعار دیکھیں۔
تھے کیا تاؤں میں حال دل، کیا کشش ہے تیرے جمال میں
تو حسین و جمیل ہے اس قدر کے لاؤں تیری مثال میں
تو ہے شادمان، میں ہوں غمزدہ تھے فکر کیوں جو کلمہ کا
میری داستان الم ہے یہ کئی عمر رخ و ملال میں
کلمہ شاعر ہیں، اچھے نثر نگار ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کی مذہبی حس ہر وقت بیدار رہتی ہے، وہ شاعری کی ایسی مجلس کو دور سے سلام کرنا پسند کرتے ہیں، جہاں رنگ محفل غلط رخ پر ہم گیا ہو، ایسے میں وہ مصلیٰ بچھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

رنگ محفل ہو جہاں تو شاعری کو چھوڑ کر
وقت اداں آجائے مصلیٰ بچھاتے جائے
کلمہ کو احساس ہے کہ اب ان پر ضعیفی مسلط ہو گئی ہے اس لیے انہیں عمر رفتہ کا گلہ نہیں کرنا چاہیے۔

گلہ کیوں ہے کلمہ تم کو اپنی عمر رفتہ سے
ضعفی میں تو ہر ایک کو نفاہت ہو ہی جاتی ہے
کلمہ دوست پوری شاعری سے مالی منفعت کا حصول نہیں چاہتے، شاعری سے ان کو کیا ملتا ہے اس کے بارے میں ان کے ہی ایک اقتباس پر اپنی بات ختم کرتا ہوں، لکھتے ہیں:
"یہ کیا کم ہے کہ (شاعری) زندگی میں فرحت و تازگی عطا کرتی ہے، روح کو بیدار کرتی ہے، مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہے، سوتے ہوئے احساس کو جگاتی ہے، حوصلہ بڑھاتی ہے اور بلندی عطا کرتی ہے، دلوں میں جوش و خروش پیدا کرتی ہے، اصول و ضوابط کے مطابق زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی سکھاتی ہے۔"

کلمہ دوست پوری اپنی شخصیت اور شاعری کے سہارے لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں، میں ان کے لئے درازی عمر کی دعا کرتا ہوں؛ لیکن جب وہ دنیا سے چلے جائیں گے تو اپنی تحریروں اور فن پاروں میں زندہ رہیں گے۔

تم نے ایک رات ایک بلی کے بچے کو جو سردی میں مر رہا تھا اپنے گلاف میں سلا یا تھا اس نے تمہارے حق میں دعا کی تھی جو ہم نے قبول کر لیا وہ آج اس بلی کے بچے کی دعا پر تم کو کشتہ میں تم نے ہماری ایک مخلوق پر دم کیا تھا تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم پر رحم کریں، اسی طرح ایک فاشحور کا قصہ حدیث میں آتا ہے کہ اس نے گرمی کی دوپہر میں ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کے مارے زمین کی تر تری چاٹ رہا تھا اس کو دم آیا اور پانی ہی ایک انوار تھا، اس سے پانی نکال کر کتے کو پلا چلا جانگر دیکھا تو کنویں پر ڈول ہے، ندی، اب وہ سوچنے لگی کہ پانی کیوں کر نکالوں، مثل مشہور ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے، آخر اس نے ایک تریب نکالی وہ یہ کہ اپنی اودھنی کو رسی بنایا اور پیر میں چڑھے کا موزہ (تھین) تھا اسے ڈول بنایا، اسی طرح پانی نکال کر کتے کو پلا یا پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس فاشحور کی مغفرت اس عمل پر ہو گئی۔

مستحبات میں یہ عنایت و برکات ہوتی ہیں، احادیث میں ایسے بہت سے واقعات آئے ہیں کہ بعض لوگوں کی ایک ادنیٰ فعل مستحب پر مغفرت ہو گئی۔

ہارون رشید کی حکایت: ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید مع وزیر کے جنگل کی سرک کو چلے، ایک بوڑھے کو دیکھا کہ باغ میں گھلیاں بورہا ہے، خلیفہ نے وزیر سے کہا کہ اس سے پوچھو کیا بورہا ہے؟ وزیر نے پوچھا، کہا گھجور کی گھلیاں بورہا ہوں، خلیفہ نے پوچھا کہ یہ کتنے برس میں چلے آئے ہیں؟ کہا میں پچیس سال میں خلیفہ ہنساکہ بوڑھے میاں کے پیر قبر میں لٹک رہے ہیں اور ۲۵/۲۰ سال آئندہ آسامان کر رہے ہیں، وزیر نے یہ بات بوڑھے سے کہی تو وہ کہنے لگا کہ اگر سب باغ لگانے والے یہی سوچا کرتے جو تم سوچتے ہو تو آج تم کو ایک گھجور بھی نصیب نہیں ہوتی، میاں دنیا کا کام یوں ہی چلتا ہے کہ کوئی لگا تا ہے کوئی کھاتا ہے، خلیفہ نے یہ معقول جواب سن کر کہا کہ خلیفہ یعنی خلیفہ کا حق ہے اور ہارون رشید کا قاعدہ تھا کہ جس شخص کی بات پر ہم کھدیں اس کو ایک ہزار درہم دو بنا دو بیٹے، چنانچہ وزیر نے اس وقت ایک ہزار کا توڑا اس کے حوالہ کیا، اس کے بعد دنوں آگے چلے گئے تو بوڑھے نے کہا کہ میری ایک بات سنتے جاؤ، کہا بولو کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا کہ کسی کا کاج تو میں سال پچیس سال میں چلے لاتا ہے مگر میرا کاج ایک ہی ساعت میں چلے آئے، خلیفہ نے کہا کہ خلیفہ نے ایک ہزار کا دوسرا توڑا اس کے حوالہ کیا پھر آگے چلے گئے تو بوڑھے نے کہا ایک بات اور سنتے جاؤ کہ کسی کا کاج تو

سال بھر میں ایک بار چلے لاتا ہے اور میرا کاج ایک ساعت میں دو مرتبہ چلے آئے، خلیفہ نے کہا کہ خلیفہ نے ایک ہزار کا تیسرا توڑا اس کے حوالہ کیا اور خلیفہ سے کہا کہ بس اب تیر چلے، بوڑھا تو بڑا عقل مند ہے، ہم کو بٹ لے گا، (کیوں کہ اس نے سلسلہ اعداد شروع کیا تھا جو کہ غیر متناہی سلسلہ ہے، جس کی کہیں انتہائیں وہ اس کے بعد یوں کہتا ہے کہ میرا کاج تین بار چلے لایا پھر کہتا جا رہا چلے لایا اس لئے وزیر نے سلسلہ غیر متناہی سے پہنچنے کے لئے ہاں سے چلنے کا مشورہ دیا، کیوں کہ متناہی سے غیر متناہی سلسلہ کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

جب مسلمان دنیا کی وہ عطیہ ہے کہ ذرا رازی بات پر خوش ہو کر اتنا دیتے ہیں تو حق تعالیٰ اگر بے شمار عطا فرمائیں تو کیا تعجب ہے حق تعالیٰ کی عطا تو کیسے کہ کس قدر دیتے ہیں، مصیبت پر الگ ثواب ہے، صبر پر خدا اجر ہے، مصیبت سے عافیت حاصل ہو اور شکر کر دو اس پر الگ ثواب ہے، مصیبت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دو اس پر الگ ثواب ہے۔

ایک رکعت میں پورے قرآن مجید کی تلاوت: حضرت حسان انصاریؓ نے ایک بزرگ گزریے ہیں، ان کو لوگ ان کے معتقد تھے، ان کی بڑی کرامات منقول ہیں بڑے عبادت گزار تھے اور رات کے قیام اور تہجد میں بڑا عبادت کرنے والے تھے، ان کے متعلق نقل کیا جاتا ہے کہ وہ ایک رکعت میں پورا قرآن پاک پڑھتے تھے، اسی کے ساتھ مصیبت زدہ لوگوں کی فریادیں اور رجوان اور ضرورت مندوں کی حکومت اور سلطنت کے پاس مطلب براری اور حاجت رومی میں بھی کافی منہمک رہتے تھے، ۱۲ ربیع الاخر ۳۱ سے میں انتقال فرما گئے، گویا نہ صوفی نہ تھے، خدمت خلق میں بھی بھر پور حصہ لیتے تھے، یہی حقیقی اسلام ہے۔

جیل میں دلائل النبوۃ نقل: حسن بن ہمار کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وہ بلا کے ذہن تھے اور جب قضا سے معزول اور قید کے لئے تو اسی قید و بند کی حالت میں علم و آگہی میں اپنے لگے اور مشغول ہوئے کہ قید کی حالت میں ہی امام ربیبی علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق کتاب ”دلائل النبوۃ“ خود اپنے قلم سے نقل کروائی، جس کو علم کا شوق ہو اس کے لئے ہار، گھر، جیل خانہ، سب برابر ہے، ناس کو تہنایا محسوس ہوتی ہے اور وہ دولت خالص کرتا ہے، ہمارے ہندوستان میں علم لکھنؤ جیل میں لکھی گئی، ابوالکلام نے شاہکار خطوط لکھے، جو بڑے پردرد نظر ہیں انھیں اور حسرت موبانی نے بھی مشق سخن جاری رکھی۔

اک طرف تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی ہے متفق سخن جاری اور جی کی مشقت بھی

حسن بن مسلم کی کرامت: حسن بن مسلم مصری نیک اور بزرگ شخص تھے، صرف اپنے ہاتھ کی کمائی ہی استعمال کرتے تھے، مغربی ممالک کی جانب رخت سفر بنا دیتے اور انگریزوں سے جہاد کرتے تھے، ان کی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی تھیں، ان ہی میں سے ایک بڑی کرامت یہ تھی کہ انہوں نے ایک شیر پال رکھا تھا، یہاں تک کہ وہ شیر لوگوں سے بالکل مانوس ہو گیا تھا، چنانچہ وہ شیر فقرا و مساکین کے درمیان بغیر کسی بیڑی اور زنجیر کے پڑا رہتا تھا اور کسی تکلیف نہیں دیتا تھا۔

اپنے عیوب پر نظر رکھو: عارف رومی نے مشغولی میں چار ہندوستانیوں کا قصہ بیان کیا ہے جو آپس میں لڑ رہے تھے اور اپنے عیوب سے بے خبر تھے، قصہ یوں ہے کہ چار ہندوستانی ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گئے اور نماز میں مشغول ہو گئے، اتنے میں موذن آ گیا اور ایک کی زبان سے نکل گیا کہ وقت ہو گیا ہے تو نے اذان کی یا نہیں، دوسرے نے کہا کہ ارے تو نماز میں بول پڑا، تیری نماز باطل ہو گئی تیرے نے دوسرے سے کہا، حضرت آپ دوسروں کو کیا کہتے ہیں، خود آپ کی نماز بھی ٹوٹ گئی، چوتھے نے کہا کہ ائمہ مدین میں بال باغ گیا، ان بیٹوں کی طرح کنویں میں نہر، اس طرح چاروں کی نمازیں باطل ہو گئیں، بات یہ ہے کہ جو دوسروں کے عیوب ڈھونڈتا ہے وہ خود گم ہوجاتا ہے، بشارت ہے اس بندہ کے لئے جو اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے اور اگر کوئی اس پر اس کی برائیاں ظاہر کر دے تو وہ انہیں مال بنا لیتا ہے، دوسروں کی کمزوریوں پر ہنسنا اور طعن زدن ہونا خدا کے نزدیک پند ہے نہیں، اس کی وقت وہی کمزوری تم سے ظاہر ہو گئی تھی، اگر تم کسی میں کوئی عیب دیکھو تو خدا کا شکر ادا کرو کہ تم اس سے محفوظ ہو، اس میں تمہارے لئے عبرت ہے۔

جائیں تو جائیں کہاں: حضرت شیخ سعدی نے ایک بزرگ کا قصہ بیان فرمایا کہ ایک رات وہ تہجد کے لئے اٹھے تو دعا پڑھی کہ تو کچھ بھی کرتا رہا یہاں کچھ قبول نہیں اور نہ ابھی اس زور سے آئی کہ ان بزرگ کے ایک مرید نے بھی لی، خیر اس رات تو نماز پڑھ کر لیٹ گئے، اگلی رات ہوئی تو پھر وہ اپنا بورہا بدھنا لیکر اٹھے، مرید نے کہا کہ حضرت ابھی بھی کیا بے غم تری ہے کہ وہاں تو کچھ قبول نہیں ہوتا اور آپ پھر پیچھے پڑے ہوئے ہیں، شیخ نے جواب دیا کہ برخوردار یہ تو سب کچھ ہے کہ میرا اہل وہاں قبول نہیں مگر تم مجھے بتلا دو کہ اس در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں کوئی اور رہی تو نہیں جہاں چلا جاؤں، میں تو اسی در پر پڑھوں گا قبول یا قبول نہ مجھے کیا بحث۔

اس جواب پر جس میں عید بھری ہوئی تھی رخصت ہو کر جوش ہوا اور ندا آئی۔

قبول است گرچہ ہنر نیست
کہ جزا پنا ہے در نیست
کہ جاؤ قبول کر لیا گو ہنر تو کچھ نہ تھا مگر یہ دیکھ کر دم آ گیا کہ ہمارے سوا تیری پناہ کسی جگہ نہیں، بس عاشق کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ جگہ بھی رو کر دیں جب بھی پناہی را ہے، شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

اگر جو تم رد گئی... و قبول
پھر کیا ایسے قبول نہ کریں جو در پہنچی راضی ہو ضرور قبول کریں گے مگر وہ کبھی اپنے عاشق کا امتحان لیا کرتے ہیں کہ دیکھیں ان کا عشق کس درجہ کا ہے، ہمارے رد کرنے پر بھی لپٹے رہتے ہیں یا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ امتحان بھی نہیں عاشق کو اس چاہنے کا کوئی حق نہیں۔

شریعت کی آسانی: حضرت مولانا عبدالرشید گنگوہیؒ ایک بار مولانا حکیم معین الدین صاحب نانوتویؒ کے مہمان ہوئے، حکیم صاحب کے یہاں اس دن فاقہ تھا تو انہوں نے مولانا سے صاف عرض کر دیا کہ حضرت میرے یہاں تو آج فاقہ ہے، ہاں یہاں محض لوگ آپ کے معتقد ہیں کہ آپ کی دعوت کریں اگر آپ فرمائیں تو ان کو اجازت دے دوں، فرمایا میں تو تیرا مہمان ہوں جو تیرا حال ہے وہی میرا حال ہے، کسی

سے کچھ نہ کہو شام تک سب فاقہ سے رہے، شام کو ایک مریض حکیم صاحب کے پاس آیا اور شکرانہ صحت میں غالباً گیارہ روپے دے گیا، حکیم صاحب نے مولانا سے عرض کیا کہ حضرت اب خدا نے رزق بھیج دیا ہے اب میں ذرا تکلف کے کھانے پکواؤں گا حضرت نے منع بھی کیا کہ تکلف نہ کرو مگر انہوں نے نہ مارا اور کہا کہ ہر تو فاقہ رہا اب جو خدا نے دیا ہے تو کیا اب بھی عمدہ کھانا نہ کھا لیں۔
یہ بے شریعت کی مہمانی جس میں ذرا بھی باڑیں ہم لوگ خود تکلف کر کے پریشان ہوتے ہیں؟

درس حدیث کا ادب: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ حدیث پڑھا رہے تھے کہ بیچو نے انہیں کا نا اور گیارہ بار کا ٹھکر آپ نے ذرا بھی آنف اندی اور برابر حدیث بیان کرتے رہے، یہ انہیں کا دل تھا کہ گیارہ بار بیچو نے کا ٹھکر حدیث کوڑک نہیں کیا، یہ بات کہہ دی تو آسان ہے، چنانچہ میں نے بھی کہہ دی ہے مگر ابھی چھو سامنے سے نکل آئے تو شاید سب سے پہلے میں ہی بھاگوں، جب امام مالک حدیث پڑھا چکے تو خادم نے دریافت کیا کہ اثناء درس آپ کے چہرے کا رنگ کیوں بدل رہا تھا فرمایا: بیچو نے میرے گیارہ بار ڈنگ مارا مگر میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے نہ ڈنکا، اب اس کو تلاش کر کے مار ڈالو، چنانچہ تلاش کر کے مار دیا گیا۔

سادگی کی نصیحت: حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گج مراد آبادی نہایت ہی سادہ مزاج تھے مگر اس سادگی ہی میں ان کی وہ عزت تھی کہ بڑے بڑے نواب اور دروہا ووزراء مولانا سے ملنے آتے تھے اور مولانا جس کو جوبھی میں آ یا کہہ ڈالتے تھے مگر ان کی باتوں سے کوئی برا نہ ہاتا تھا بلکہ ان کی وہ خدمت کی باتیں بھی معلوم ہوتی تھیں جس کی وجہ وہی سادگی تھی، ان کی طبیعت بالکل سادہ بچوں کی تھی اس لئے کسی کو کوئی بات ان کو گوارا نہ ہوتی تھی جیسے بچوں کی حرکات، گوار نہیں ہوتیں کیوں کہ وہ بھی جو بیچو کرتے ہیں بناوٹ سے نہیں کرتے۔

ہمت کی برکت: ایک بزرگ تھے جو بچے سفر میں نماز و جماعت کے خیال سے ایک دوامی کو مہراہ تھے اور چھوٹے سفر میں اس طرح سے سفر کرتے تھے کہ نماز کے وقت منزل پر پہنچ جاتے، اتفاق سے ایک چھوٹے سفر میں راستہ میں کچھ بچے ہو گیا اور نظر کا وقت آ گیا، گاڑی بان ہی بندھو تھا، انہوں نے وضو کیا، سنتیں پڑھیں کوئی اور نماز نہ دکھائی دیا، انہوں نے دعا مانگی کہ اسے اللہ میں ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھتا ہوں اور اس وقت میں مجبور ہوں، اگر آپ چاہیں تو اس وقت بھی جماعت سے سفر کر سکتے ہیں، مصلیٰ بیچا کر یہ دعا کر رہے تھے کہ گاڑی بان سامنے آیا کہ میں مجھے تم مسلمان کرو، بڑی مسرت ہوئی مجھے گئے کہ دعا قبول ہو گئی (کیا پوچھتا ہے اس مسرت کا وجہ ہو یا ہوگا) اسی وقت مسلمان کیا اور وضو کر کر کہا جس طرح میں کروں، اسی طرح تو بھی کرو اور سب ارکان میں سبحان اللہ سبحان اللہ کہتا رہا۔

دیکھئے یہ برکت تھی ہمت کی اور اس طرح محض سبحان اللہ سبحان اللہ سے ہماری نماز تو نہیں ہوگی، مگر تو مسلم کی ہوجانے گی، جب تک اسے سورتیں اور دعائیں یاد نہ ہوں، جتنی جتنی یاد ہوتی جائیں اتنی اتنی اسے بھی پڑھنا واجب ہوگا۔

خدمت خلق: ایک بزرگ جاؤں کی رات میں چلے جا رہے تھے، راستے میں ایک بلی کا بچہ دیکھا جو سردی میں ٹھنڈا ہاتھوں کو گرم آیا اور گود میں اٹھا کر گھر لائے اور لطف میں چھپایا جب انتقال ہو گیا تو پوچھا گیا، بتلاؤ ہمارے واسطے کیا لائے، انہوں نے بہت سوچ ساج کر خیال کیا کہ اعمال تو میرے اس قابل ہیں نہیں ان کو تو کیا پیش کروں، لیکن الحمد للہ مجھے ایمان حاصل ہے، اس میں یاد وغیرہ کچھ نہیں ہو سکتا بس ایمان کو پیش کرنا چاہئے اس لئے عرض کیا کہ میں تو حیدر لاہوں وہاں سے اعتراف ہوا ”تذکرہ لیسلة اللہ“ یعنی وہ وہ وہاں رات بھی یاد ہے، اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ ایک رات ان بزرگ نے دودھ پیا تھا اس کے بعد پیٹ میں درد ہو گیا، صبح کوان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ رات دودھ پیا تھا اس سے پیٹ میں درد ہو گیا حق تعالیٰ نے اس بات کو یاد دلا کر تو حیدر گرفت فرمائی کہ یہی تو حیدر کا دعویٰ ہے کہ ہم کو چھوڑ کر تم نے دودھ کو موٹو کر لیا اور درد کے فعل کو اس کی طرف منسوب کیا اب تو یہ بے چارے تھرا اٹھے پھر ارشاد ہوا تم نے اپنے دعوے کی حقیقت دیکھ لی لو اب تم کو ایک ایسے لئے پریشانی میں جس کی بات تم کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ یہ وہم جو سب نجات ہو جائے گا۔

حکایات اہل دل

کھنڈ: مولانا رضوان احمد ندوی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی حکمت عملی

مولوی سید نبیل حسین میان صاحب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے لائق اور پہلو ہیں، بنی نوع انسان کی پوری تاریخ میں بنی نوع انسان کی ایک سیاسی انقلاب کا برپا ہونا اور اللہ کے مکمل دین کا اس روئے زمین پر زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے نافذ اور برپا ہونا ایک عظیم معجزہ اور انقلاب ہے، جو ایک قلیل مدت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں رونما ہوا۔ اتنی قلیل ترین مدت میں اتنا عظیم انقلاب کہ پورے عرب کا نقشہ اور پوری دنیا کا سیاسی، سماجی اور اخلاقی منظر بکسر بدل گیا، پرانا انسان تبدیل ہو گیا اور ایک نیا انسان وجود میں آ گیا، اس نئے انسان میں ہر پہلو سے ساری دنیا کا رہنما بننے کی صلاحیت موجود تھی جو معاشرہ پہلے معاشرہ سے ہمہ جہت مختلف تھا، پرانا نظام حکومت، طرز تعلیم، معاشرہ اور انتظامی ڈھانچہ مکمل بدل گیا اور نیا سماج اور سیاسی ڈھانچہ وجود میں آ گیا، پھر اس عظیم انقلاب کے برپا ہونے کی مدت کا مسئلہ اور بھی حیرت انگیز ہے صرف 23 سال میں یہ عظیم انقلاب رونما ہوا اور 23 سالہ سیاسی کشمکش میں بھی فریقین کا جانی نقصان حیرت انگیز حد تک معمولی اور ناقابل لحاظ ہے۔ یعنی وہ طرف 82 جنگی کارروائی میں گیارہ سو سے زائد افراد کا کام نہیں آئے، گویا عملی طور پر ایک خاص پر امن انقلاب تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی سیاسی حکمت عملی کا فرما نظر آتی ہے۔

ہم اس عظیم سیاسی انقلاب کی حکمت عملی کا موازنہ موجودہ معاشرتی اور سیاسی حالات کے پس منظر میں کرنا چاہتے ہیں، شاید یہ تجزیاتی مطالعہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں ایک نئے انقلاب کو برپا کرنے کی سیاسی حکمت عملی کا تعین کرنے میں معاون ثابت ہو سکے، اور رہنمایانہ خطوط واضح کر سکے، اس مقصد کے لئے اس وقت کے عرب کے معاشرہ اور موجودہ ہندوستان کے معاشرہ کا تجزیاتی مطالعہ اگر کیا جائے تو بہت سی باتوں میں مماثلت نظر آتی ہے، اس مماثلت کے مختلف پہلوؤں کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے اگر اس مطالعہ میں مماثلت کے مختلف پہلوؤں میں مل جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی حکمت عملی کو یہاں کے حالات میں آسانی سے منطبق کیا جاسکتا ہے چند غور طلب پہلو درج ذیل ہیں:

(۱) عرب کے اس معاشرہ میں سیاسی اقتدار کا سرچشمہ ایک خاص خاندان کے گرد تھا، انہی کی سیاست اور قیادت پورے عرب پر قائم تھی، یہ ایک مسلمہ بات تھی، آج کے ہندوستان میں یہ قیادت و سیاست اعلیٰ ذات کے برہمن اور یعنی ہندوؤں کی قوتوں کی کو حاصل ہے جو کسی طرح بھی اپنی اس قیادت و سیاست سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہیں، بلکہ ان کی پوری کوشش یہ ہے کہ ان کی قیادت پورے ہندوستانی معاشرہ پر مسلط رہے اور ہندوستانی معاشرہ ان کی قیادت سے آزاد نہ ہو سکے، اس مقصد کے لئے مختلف حربے اختیار کئے جاتے رہے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ (۲) عرب کے اس معاشرہ میں اونچ نیچ، کمزور اور برتر کا تصور پوری طرح جاگزیں تھا عرب میں قبائلی نظام تھا، اور ہر قبیلہ اپنے کو دوسرے سے برتر محسوس کرتا تھا، اسی وجہ سے ایک قبائلی کشمکش برپا تھا، آج ہندوستان میں بھی کمزور برتر کا یہ تصور پوری طرح کارفرما ہے اور ان کے درمیان کشمکش بھی ہے۔ یہ کشمکش جہاں سماجی ہے، وہیں سیاسی بھی ہے، ایک طبقہ دوسرے طبقے کے خلاف برسر پیکار ہے ان میں رقابتیں بھی ہیں اور احساس محرومی و مظلومی بھی ہے۔ (۳) عرب کے اس معاشرہ میں ایک جاہل قبائلی نظام مسلط تھا جو ظلم و جبر یعنی قبائلی نظام کے جوئے تلے کچھ طبقہ محرومی اور مظلومی کا احساس رکھتے تھے اور ان محروم و مظلوم طبقوں کو کوئی فریادرس نہ تھا، آج کے ہندوستان میں بھی اسی طرح کا ایک جاہل نظام قائم ہے کچھ طبقوں کی محرومی اور مظلومی کا احساس رکھتے ہیں۔ (۴) عرب کے اس معاشرہ میں سماجی نا انصافیاں تھیں اور ایک عادلانہ سماجی نظام ناپید تھا، آج کا ہندوستان بھی ایک عادلانہ نظام سے محروم ہے اور سماجی انصاف ناپید ہے۔ (۵) عرب کے اس معاشرہ میں انسانی جان کا احترام ختم ہو گیا تھا طر ف لوٹ مار اور قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا، آج کے ہندوستانی معاشرہ میں بھی انسانی جان کا احترام ختم ہو گیا ہے قتل و غارتگری کا بازار گرم ہے۔ (۶) عرب کے اس وقت کے معاشرے میں ایک دوسرے کا استحصال کیا جا رہا تھا آج کے ہندوستانی معاشرہ میں بھی ایک دوسرے کا استحصال عمل جاری ہے۔

ایک اصول کے طور پر یقین کی حد تک یہ بات تسلیم کر لینا چاہیے کہ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے جتنے امکانات مسلم اکثریت کے علاقوں یا مسلم حکومتوں میں ہیں بلکہ اس سے زیادہ امکانات غیر مسلم اکثریت یا غیر مسلم حکمران ممالک میں بھی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر مسلم اکثریت یا غیر مسلم حکمران ممالک کی ساخت اور ان کے اجزائے مرکب کو سمجھا جائے، بظاہر یہ معاشرہ ٹھوس بنیادوں پر استوار نظر آتا ہے مگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو یہ نفع حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ معاشرہ انتہائی ناپائیدار بنیادوں پر استوار ہے۔ جس میں ٹوٹ پھوٹ کے آثار بہت نمایاں ہیں، ہندوستان کو جس چیز نے متحد اور بظاہر منظم کر رکھا ہے وہ کوئی مستقل نظریہ حیات، کوئی مضبوط فلسفہ زندگی اور کوئی شعوری نصب العین نہیں ہے کہ اس کا متزلزل ہونا اور بدل جانا مشکل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے متعدد حکیمانانہ تدابیر اختیار کیں، جن میں ایک ایک تدبیر انقلاب کی طرف بھرپور پیش قدمی کی حیثیت رکھتی تھی، اس انقلابی جدوجہد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیادت کا کیمرا ایک نیا معیار قائم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کسی مخصوص قوم نسل، خاندان، رنگ یا طبقہ کی بلندی کیلئے نہیں تھی بلکہ عمومی طور پر تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی، آپ نے ایسے اصول پیش کیے جو دنیا کے تمام انسانوں کیلئے نسل، قوم، رنگ اور ملک کی عصبیت سے بالاتر ہو کر انسانوں کی رہنمائی کرتے تھے، آپ نے قومی، ملی، خاندانی، نسل، برائی کے تمام معیار توڑ کر تمام بنی نوع انسان کے سامنے ایک ہی معیار رکھا دیا تھا کہ سب انسان برابر ہیں اور سب منزلت کے لائق ہیں انسان انسان میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

جہاد ایک انقلابی اقدام ہے اور دوسرے نظریاتی انقلاب کے لیے اسکی ضرورت ناگزیر ہے لیکن یہ بھی محض دشمن سے تعلق آزمانی کرنے کا نام ہی نہیں ہے بلکہ حکمت و دانش اور تدبیر و فراست کے ہمہ پہلو استعمال کا عمل ہے، ظاہر ہے کہ جب ظلم غائب ہو اور دشمن کے سامنے یہ رکاوٹ ہو، مظلوموں کی دادری کرنے والا کوئی موجود نہ ہو تو اس وقت جان بچانے کے مقابلے میں خدا کی راہ میں جان دینا سب سے بڑی سعادت ہے اس قومی اور عملی جہاد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکمت عملی اپنائی وہ اپنے اندر بڑی بصیرت کا سامان رکھتی ہے، مکہ کی 13 سالہ زندگی میں ہر قسم کے ظلم و ستم سے محروم کنج کی بات پر بھی کوئی کیر و ماز نہیں کیا بلکہ بلا خوف و خطر ہمیشہ حق بات کہی اور پوری استقامت کے ساتھ حق پر تھے رہے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم 12 ربیع الاول بروز جمعہ 13 ربوی کو مدینہ تشریف لائے اور یکرم رمضان 1ھ کو پانچ ماہ 18 دن کے بعد ہی جنگی کارروائیوں کا آغاز ہو گیا، آپ کو معلوم ہوا کہ ایو جہل کی سرکردگی میں تین سو افراد اچھا بھارے کے قصد سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں، آپ نے حضرت امیر حمزہ کی سرکردگی میں تین سو مجاہدین پر مشتمل ایک دستہ روانہ فرمایا جس کو سر یہ سیف الجہاد کا نام دیا جاتا ہے، جب قریش کے دستے نے مسلمانوں کو چونکا اور ہر طرح سے مسلح و تیار پایا تو دشمن واپس لوٹ گیا۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں حضور اکرمؐ میدان جنگ میں تشریف لے گئے وہ غزوہ ودان تھا جو ۲۶ کو پیش آیا، آپ کو معلوم ہوا تھا کہ کچھ قبیلے قریش کی بیعتوں میں مسلمانوں کے دشمن ہو رہے ہیں چنانچہ مسلمانوں کا یہ دستہ اچانک وہاں پہنچ گیا اور عمر بن حبش اللہبری کے قبیلے سے معاہدہ کر کے واپس آ گیا، اس معاہدے میں یہ بات شامل تھی کہ یہ قبیلہ قریش کو کچھ مدد دیں گے اور نہ مسلمانوں کو۔ یہ معاہداتی سیاست کا پہلا قدم تھا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں ایک نئے نظام کی بنیاد رکھی مدینہ میں یہودی بھی ایک قومی گروہ تھے جن کے اپنے قلعے تھے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولین فرصت میں ایک منشور جو تب فرمایا چنانچہ یہ مختلف گروہوں کے دستخط ہو کر باقاعدہ نئی حکومت کا آئین بن گیا، منشور اس طرح تھا کہ: ”تیرے چھڑا لہجی کی طرف سے مسلمانوں کے درمیان جو قریش اور یثرب کے باشندے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور کاروبار زندگی میں ان کے ساتھ شامل ہیں کہ یہ سب ایک ہی قوم (ملتی سطح پر) سمجھے جائیں گے، بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں اور جو کوئی اس معاہدہ کرنے والی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا تو اس کے خلاف سب کے سب مل کر مقابلہ کریں گے مسلمان ان کی نصرت کریں گے، معاہدہ قوموں کے تعلقات باہمی خیر خواہی خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کے ہوں گے ضرر یا گناہ کے نہ ہوں گے، جنگ کے دنوں میں یہودی مصارف میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہیں گے، یہودیوں کے دوست و دارقوں کے حقوق یہودیوں کے برابر سمجھے جائیں گے کوئی شخص اپنے معاہدہ کرنے والے کے ساتھ خالقانہ کارروائی نہ کرے گا اور مظلوم کی مدد نصرت کی جائے گی مدینہ کے اندر کثرت و خون کرنا یہ معاہدہ کرنے والی سب قوموں پر حرام ہوگا، اس معاہدے کی قوموں کے اندر اگر کوئی ایسی ہی بات یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس میں فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول محمدؐ کے متعلق سمجھا جائے گا۔“ یہ معاہدہ ایسا امن پسندانہ صلح جو یا نہ اور بھائی چارے پر مبنی تھا جس پر دستخط کرتے ہوئے کسی کو بھی رکاوٹ نہ ہوتی تھی، اس منشور نے جو قومیت قرار دی تھی وہ قومیت اس اقتدار کے تحفظ کیلئے دفاعی نوعیت کی علاقائی قومیت تھی جو معاہدے سے وجود میں آئی تھی۔

کفار قریش کا تجارتی قافلہ شام سے لاکھوں درہم مال کے مال کر کے جا رہا تھا اور مسلمانوں کی زد میں تھا قافلہ کا سردار ابو سفیان جانتا تھا کہ مسلمانوں کا وہ جو ان کے تجارتی کاروبار کیلئے خطرے کا سبب ہے، چنانچہ اس نے پہلے ہی مکہ کی طرف آ دی دوڑا یا کہ قافلہ خطرے میں ہے قریش نے مسلمانوں کے خطرے کو ہمیشہ کے لیے مٹانے کا عزم کر کے ایک ہزار مسافر افراد پر مشتمل ایک لشکر قافلہ کی مدد اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے روانہ کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ صورت تھی کہ اگر قافلہ پر جاتے ہیں تو بھی کفار سے مقابلہ ضروری ہے اگر نہ جاتے تو عرب میں اسلام کی قوت کی بوجہ ہمیشہ کیلئے کھڑ جاتی اور اس پاس کے قبائل شیعہ ہوجاتے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی بے سرو سامانی، ہجرت کے بے گہری اور بے دردی کے باوجود کفار سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا، یہ وقت اسلام کی تحریک کیلئے موت اور زندگی کا امتحان تھا، اس وقت ایک جرات مند اقدام اٹھانے کی ضرورت تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جرات مردانگی اور اسلام کی آبروراستہ اختیار کیا، آپ کفار کی کثرت تعداد اور کثرت سامان سے مرعوب نہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے معرکہ میں قریش پر سخت کاری ضرب لگائی اس معرکہ میں ان کے بہت سے اکر مارے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی یہ تھی کہ اسلام ایک چڑھتے ہوئے بادل کی طرح مدینہ سے اٹھے مدینہ کے آس پاس کے مخالفین کو قوت و دھکت سے مرعوب کرے، اس حکمت عملی کے ساتھ آپ اپنی ہر جدوجہد میں اس امر کا اہتمام فرماتے رہے کہ ایک وقت میں ایک ہی دشمن سے نمٹنا جائے اور اس دوران دوسرے دشمنوں سے صلح صفائی معاہدہ عدم جارحیت برقرار رکھا جائے یہ وہ حکمت عملی ہے جس کے سبب اسلام کی قوت نہایت کلیل عرصہ میں خوفناک دشمنوں کا نشانہ بننے کے باوجود اپنے دشمنوں کو باری باری سے شکست دے کر اپنے راستے سے ہٹائی گئی، غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے دشمن کے ساتھ صلح صفائی کا مدد بھی سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ سارے ہی دشمن میدان مقابلہ سے ہٹ گئے اور پورے جزیرہ عرب میں اسلام کا جھنڈا سر بلند ہو گیا۔

جنگ احد ہو یا جنگ احزاب یا مدینہ کے قریب وجوار سے یہودیوں کا اخراج سب اس حکمت عملی کے اجزاء تھے قریش مکہ کے ساتھ صلح حدیبی بھی اسی حکمت عملی کا ایک جز تھا، جو فتح عظیم ثابت ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت اور باخبری کا یہ عالم تھا کہ آپ نہ صرف دشمن کی خبروں سے خود گاہہ رہتے بلکہ اپنی خبروں سے دشمن کو بے خبر رکھنے کا بھی بہت اعلیٰ اور موثر انتظام فرماتے تھے، آپ کا نظام سراغ رسانی بہت اعلیٰ نمونہ کا تھا جو دشمن کے مقابلے میں کامل آگاہی پر مشتمل تھا لیکن دوسری طرف اپنی نقل و حرکت کو دشمن سے خفیہ رکھنے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل حاصل تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کی ہمہ کار پروگرام بنایا تو کسی کو کا توں کاں کوں نہ ہوئی اس کا مکیاب اور موثر انتظام کے ذریعے آپ مکہ پر اس طرح حملہ آور ہوئے کہ قریش مکہ کو مکمل سے خبری میں جایا وہ پختلے بھی نہ پائے تھے کہ تین سو میل کا فاصلہ طر کے اسلامی لشکر ان کے سر پہنچ گیا اور اسلامی فوج کے کیمپ کی روشنائی دیکھ کر انہیں یہ چلا کہ کوئی لشکر ان کے سر پہنچ کر خمیر خور ہو گیا ہے جس کا مقابلہ ان کے بس سے باہر ہے اس طرح دشمن کو خبروں سے آگاہ ہونا اور اپنی خبروں کو مکمل رازداری میں رکھنا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت سیاست کا بہت موثر حصہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت سیاسی کا یہ بھی حصہ تھا کہ آپ اپنی کوئی دفاعی کمزوری دشمن پر ظاہر نہ ہونے دیتے تھے ہمیشہ عرب اور جرات کے مظاہر سے دشمن پر اپنا بد بے قائم رکھتے، ہمدرد و استقلال کو کل علی اللہ اور ہمت و شجاعت آپ کے جنگی ہتھیار تھی اور سیاسی ہتھیار بھی، ان سے آپ ہر جگہ اور ہر حالت میں کام لیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی حکمت عملی کا بغور مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا خوب جانتے تھے، آپ دشمن کے اندر انتشار پیدا کر کے اس میدان جنگ سے مغرور ہونے پر مجبور کر دیتے تھے جنگ خندق میں سارے عرب کی قوت آذمی کی طرف آئی اور بکولے کی طرح منتشر ہو کر چلی گئی۔

اخبار جہار

محمد اسعد اللہ قاسمی نالندوی

تعلیم و روزگار

ڈرافٹس میں سمیت 446 عہدوں پر بحالی

سرکاری ملازمتوں کی تلاش میں امیدواروں کے لیے، بارڈر ڈرافٹس آف آئی بی (BRO) نے مختلف محکموں میں 446 اسامیوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، ان میں ڈرافٹس مین، سپروائزر، فز، ڈرائیور، ملکیٹیکل ٹرانسپورٹ اور دیگر اسامیاں شامل ہیں، ان اسامیوں کے لیے صرف مرد امیدوار ہی درخواست دینے کے اہل ہوں گے، اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار درخواست فارم کو پُر کریں اور اسے دستاویزات کے ساتھ ادارے کے مقررہ پتے پر بھیجیں، درخواستیں قبول کرنے کی آخری تاریخ 30 دسمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس جنرل، OBC، زمرہ اور EWS کے لیے 50 روپے ہے، ST/SC، زمرہ، خواتین اور جسمانی طور پر معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، اہلیت، عمر کی حد، انتخاب کا عمل، اہم تاریخیں اور دیگر تفصیلات کے لیے سرکاری ویب سائٹ: marvels.bro.gov.in پر جائیں، ای میل آئی ڈی: edp@nic.in-bro اور ہیلپ لائن نمبر: 011-25686820/21/22

درخواست بھیجنے کا پتہ ہے: جنرل ریزرو ریجنل فز (جی آر ای ایف) کینڈرا، دہلی، پونے۔ 411015

آپوش ڈاکٹر کی 2619 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن

بہار ایٹھ ہیلتھ میٹھی نے آپوش ڈاکٹر کی 2619 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، یہ بحالیاں ریاست کے پرائمری ہیلتھ سینٹرز (PHC)، کیوٹی ہیلتھ سینٹرز (CHC)، ایڈیشنل پرائمری ہیلتھ سینٹرز (APHC) میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جائیں گی، تمام قسم کے تحفظات کا فائدہ صرف بہار کے اصل باشندوں کو ملے گا، دیگر ریاستوں کے تمام زمروں کے امیدوار غیر محفوظ زمرے میں درخواست دینے کے اہل ہوں گے، اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 21 دسمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 500 روپے ہے، البتہ بہار کے اصل باشندے ایس سی/ایس ٹی زمرہ اور معذوروں کے لیے 250 روپے ادا کرنے ہوں گے، ادا کیلئے آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، مزید معلومات جیسے عمر، اہلیت، پے اسکیل بحالی کے طریقے اور دیگر معلومات کے لیے سرکاری ویب سائٹ: shs.bihar.gov.in پر جائیں۔

بہار قانون ساز اسمبلی سکرپٹریٹ کے تحت مختلف عہدوں کے لیے نوٹیفکیشن

بہار ریاستی اسمبلی سکرپٹریٹ کے تحت (1) لائبریری معاون (2) اردو مترجم (3) اردو معاون مترجم اور (3) (انگریزی رہنما زبان) مترجم کے خالی عہدوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، جس کا اشتہار نمبر 05/2024 ہے، خواہش مند اہل امیدوار اس کے لیے 13/12/2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، امتحان کی فیس جمع کرنے کی آخری تاریخ 15/12/2024 ہے، امیدوار آن لائن درخواست کرنے سے پہلے ویب سائٹ پر شائع اشتہار کا مطالعہ کر لیں اور مذکورہ ہدایات کو مد نظر رکھتے ہوئے درخواست پُر کریں، مذکورہ بالا عہدوں کے لیے منصف ہونے والے مقابلہ جاتی امتحان کے پروگرام کے سلسلہ میں اطلاع کی اشاعت الگ کی جائے گی، جسے بہار قانون ساز کے ویب سائٹ پر دیکھا جاسکتا ہے، سرکاری ویب سائٹ www.vidhansabha.bih.nic.in ہے، اس ویب سائٹ پر امتحان اور ہدایات سے متعلق تمام معلومات موجود ہیں۔

راجستھان میں سب انسپکٹر کی 98 اسامیوں کے لیے درخواست مطلوب

راجستھان پبلک سروس کمیشن (RPSC) نے سب انسپکٹر۔ نیلی کام کے 98 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، خواہش مند اہل امیدوار اس کے لیے درخواست دے سکتے ہیں، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 27 دسمبر 2024 مقرر ہے، درخواست کی فیس زمرے کے لحاظ سے 400 سے 600 روپے ہے، ادا کیلئے ڈیٹ کارڈ/کرڈٹ کارڈ/نیٹ بینکنگ وغیرہ کے ذریعے آن لائن کرنی ہوگی، مزید معلومات جیسے عمر، اہلیت، پے اسکیل اور دیگر معلومات کے لیے سرکاری ویب سائٹ: rpsc.rajasthan.gov.in پر جائیں۔

ڈپٹی منیجر کی 12 اسامیوں کے لیے اشتہار جاری

میشیل پروڈیوٹس کنسٹرکشن کارپوریشن لمیٹڈ نے ڈپٹی منیجر کے 12 اسامیوں کے لیے بذریعہ ڈاک درخواست طلب کیا ہے، اہل امیدوار اس کے لیے نوٹیفکیشن کے مطابق درخواست بھیج سکتے ہیں، درخواست قبول کرنے کی آخری تاریخ: 15 دسمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 1000 روپے ہے، البتہ SC/ST، زمرہ، معذور اور EWS زمرہ کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، ادا کیلئے آن لائن کرنی ہوگی۔

ایسٹ سنٹرل ریلوے میں اسپورٹس کوڈ کے تحت 31 اسامیوں کے لیے نوٹیفکیشن

ریلوے ریکورڈ منٹ سیل (RRC) نے گروپ سی اور گروپ ڈی کے 31 عہدوں کے لیے اہل امیدواروں سے درخواست طلب کی ہے، ڈاک کے ذریعے درخواستیں قبول کرنے کی آخری تاریخ: 16 دسمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 500 روپے ہے، SC/ST، زمرہ، خواتین اور معذور افراد کے لیے فیس 250 روپے ہے، ادا کیلئے آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، سرکاری ویب سائٹ: ecr.indianrailways.gov.in

حما پر قبضے کے بعد باغیوں کی محس کی جانب ممکنہ پیش قدمی

حما پر قبضے نے حیات تحریر اشام (ایچ ٹی ایس) کے اہل پند باغیوں اور ان کے اتحادیوں کو مرکزی شہر پر وہ اسٹریٹیجک کنٹرول دے دیا ہے، جو انہوں اب تک حاصل نہیں تھا۔ گزشتہ ہفتے انہوں نے جرت انگیز حملے کے بعد حلب پر قبضہ کر لیا تھا جو ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے جاری شامی جنگ میں کبھی دمشق حکومت کے ہاتھوں سے نہیں نکلا تھا، عسکریت پسند تنظیم ایچ ٹی ایس کے رہنما ابو محمد الجولانی نے حما میں 'فتح' کا اعلان کرتے ہوئے اعادہ کیا کہ 'بدلتیں لیا جائے گا' اس سے قبل ایچ ٹی ایس کے جنگجوؤں اور ان کے اتحادیوں نے شدید پھڑپھڑوں کے بعد حما کی مرکزی جیل پر قبضہ کرتے ہوئے متعدد قیدیوں کو رہا کر دیا تھا؛ جبکہ فوج نے اعلان کیا تھا کہ اس نے اپنے دستے شہر سے باہر تعینات کر دیے ہیں۔ حما میں 10 لاکھ افراد آباد ہیں اور یہ حلب کے جنوب میں 110 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے (ڈی ڈبلیو)

غیر ملکی حکومتیں افغانستان میں ہر مقصد میں ناکام رہیں، انگیلا میرکل

افغانستان میں بین الاقوامی مہم 20 سال تک جاری رہا، امریکہ کی قیادت میں، جرمنی بھی فوجی اور سانسائی ہمدردی دونوں لحاظ سے، شروع سے ہی اس میں شامل تھا، یہ مہم 15 اگست 2021ء کو کابل میں طالبان کے صدارتی محل پر قبضے کے ساتھ ہی اچانک ختم ہو گیا، جرمن حکومت میں چانسلر انگیلا میرکل سمیت کسی نے بھی باظہار اسلام پسندوں کی اتنی تیزی سے کامیابی کا تصور نہیں کیا تھا، اس کی وجہ سے جرمن شہریوں اور افغان ہلاکوں دونوں کا انخلاء افراتفری کا شکار ہو گیا تھا، جرمن پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں ایک تحقیقاتی کمیٹی، دو ہزار بائیس سے ہی بن جانے کی کوشش کر رہی ہے کہ یہ غلط فیصلہ کیسے ہوا، آخری گواہ کے طور پر سابق سربراہ حکومت کو قانون سازوں کے سوالات کے جوابات کی گھنٹوں تک دینے پڑے ہیں، میرکل نے ایک تیار کردہ متن کو پڑھتے ہوئے کہا کہ افغانستان پر امریکی قیادت میں فوجی حملے میں جرمنی کی شرکت ماضی میں بھی درست فیصلہ تھا، انہوں نے پچھلے دنوں جو انہوں نے طالبان کی فتح کے چند روز بعد ایک حکومتی بیان میں استعمال کیے تھے (ڈی ڈبلیو)

جنوبی کوریا: وزیر دفاع مستعفی اور صدر کے مواخذے کی کوشش

جنوبی کوریا کے استغناء نے جھڑپوں کے روز بتایا کہ صدر یون سگ یول نے ملک میں مارشل لاء نافذ کرنے کی جو کوشش کی تھی، اس کی سرکاری تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں، اس معاملے میں وزیر داخلہ کی ساگ من اور سابق وزیر دفاع کم یونگ بیون سے بھی تفتیش کی جائے گی، پولیس نے کہا کہ اس حوالے سے صدر سے "بغاوت" کے بارے میں تفتیش کی جارہی ہے اور وزیر دفاع کم یونگ بیون، جو اس واقعے کے بعد پہلے ہی مستعفی ہو چکے ہیں، پر سفری پابندی عائد کر دی گئی ہیں اور انہیں جنوبی کوریا چھوڑنے سے منع کر دیا گیا ہے، ادھر اپوزیشن ڈیموکریٹک پارٹی نے بدھ کے روز ہی مارشل لاء کے مختصر اعلان پر صدر یون سگ یول کے مواخذے کے لیے ایک بل پیش کیا تھا، اطلاعات کے مطابق ان کی حکومت کے دیگر وزراء نے بھی استعفیٰ دینا شروع کر دیا ہے، ڈیموکریٹک پارٹی کے رکن کم سیونگ ون نے مواخذے کی تحریک پیش کیے جانے کے بعد قومی اسمبلی میں کہا، "یون حکومت کی طرف سے ایمرجنسی مارشل لاء کے اعلان نے ہمارے لوگوں میں بہت زیادہ الجھن اور خوف پیدا کیا۔" انہوں نے مزید کہا، "جن لوگوں اور معاونین نے پارلیمنٹ کی حفاظت کی انہوں نے خود کو خطرے میں ڈال کر ہماری حفاظت کی، عوام جیت گئے ہیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم عام لوگوں کی حفاظت کریں۔" (ڈی ڈبلیو)

پولیس نے ہندوؤں پر حملوں کے دعوؤں کو پروپیگنڈا قرار دیا، شیخ حسینہ پر سخت الزامات

بلگھ دیش کی عبوری حکومت کے چیف ایڈوائزر محمد پولیس نے سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ پر بڑا الزام لگا دیا ہے، انہوں نے کہا کہ شیخ حسینہ نے سب کچھ برادر کر دیا ہے، پولیس نے یہ بھی کہا کہ بلگھ دیش میں انتخابی اصلاحات کے بعد ہی انتخابات ہوں گے، محمد پولیس نے انٹرویو میں یہ بات کہی کہ انتخابات سے قبل ہمیں معیشت، گورننس، بیوروکریسی اور عدلیہ میں اصلاحات کی ضرورت ہے، پولیس نے ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا کہ انٹرنیشنل کرائم ٹریبیونل میں شامل ختم ہونے کے بعد ہندوستان کو شیخ حسینہ کو حوالے کرنا چاہیے، انہوں نے کہا کہ ٹرائل ختم ہونے اور فیصلہ آنے کے بعد وہ شیخ حسینہ کی ہندوستان سے ہواگی کی درخواست کریں گے، انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی قانون کے تحت ہندوستان ان کی حواگی کا پابند ہے (قومی آواز)

جیرید آزاک مین ہوں گے 'ناسا' کے نئے سربراہ

امریکی انتخاب جیتنے والے ریپبلکن پارٹی کے ڈونالڈ ٹرمپ 2025 کو 47 ویں صدر کے طور پر حلف لیں گے، حلف برداری سے قبل وہ کئی اہم محکموں کے سربراہوں کا اعلان کر چکے ہیں، اب انہوں نے امریکہ میں 'ناسا' کے نئے سربراہ کے نام کا اعلان کیا ہے، ٹرمپ نے جیرید آزاک مین کو 'ناسا' کے سربراہ کے طور پر نامزد کیا ہے، جیرید آزاک مین ٹرمپ کی نئی حکومت میں مینٹل ایرو ناکس ایڈاپٹیشن اینڈ سٹریٹجی یعنی ناسا کے سربراہ کے طور پر کام کریں گے، ٹرمپ نے 'ایکس' پر ایک پوسٹ کے ذریعے اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ جیرید آزاک مین 'ناسا' کا سربراہ نامزد کرنے پر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے، یہ ایک بہترین برنس لیڈر، پائلٹ، اینٹیرو نائٹ اور ایک قابل رہنما ہیں، جیرید آزاک مین نے 25 برس سے ہنگر ٹیڈ میٹس اور کامرس ٹیکنالوجی کونسل کی شہادت 4 کے بانی اور ای او کے طور پر جوئی اپنی خدمات انجام دی ہیں۔

ضلع پورنیہ میں وفادارت شرعیہ کا دعوتی و اصلاحی دورہ ۸ دسمبر سے شروع

بنائیں اور بیت المال امارت شرعیہ کو مستحکم کرنے میں اپنا بھرپور تعاون دیں اور اجلاس میں شرکت فرما کر ممتاز علماء کرام کے بیانات سے فائدہ اٹھائیں اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایات و بیانات سے روشناس ہوں۔

مغربی بنگال کے اتر دیناج پور اور بہار کے ضلع پورنیہ میں وفادارت شرعیہ کا اجلاس خا کہ

تاریخ	دن	پروگرام صبح ۱۰ تا ظہر	اجلاس عام شب
۷ دسمبر ۲۰۲۳ء	سنیچر	دارالعلوم رشیدیہ بدرالاسلام، باگدوب	کتب صوت القرآن کہیں
۸ دسمبر ۲۰۲۳ء	اتوار	مدرسہ اسلامیہ، موہیا	مدرسہ جامع العلوم، کانکی بازار
۹ دسمبر ۲۰۲۳ء	سوموار	جامعہ رحمانیہ جھنگلی بازار	جامعہ فیض العلوم، ولکولہ
۱۰ دسمبر ۲۰۲۳ء	منگل	مدرسہ تقسیم الاسلام، بھکھری گوگر	مدرسہ عربیہ احمدیہ چاکدہ پھول پور،
۱۱ دسمبر ۲۰۲۳ء	بدھ	جامع مسجد دریا پور پورب محلہ و نثار	ڈھرا، برہم پور، جامع مسجد
۱۲ دسمبر ۲۰۲۳ء	جمعرات	جامع مسجد مہندر پور	رحمانی بڑی جامع مسجد، چاند بھاشی پورب محلہ
۱۳ دسمبر ۲۰۲۳ء	جمعہ	ہرہ جامع مسجد (مسجد اقصیٰ)	مدرسہ رحمانیہ پورب، ڈنگراہا
۱۴ دسمبر ۲۰۲۳ء	سنیچر	مدرسہ تعلیم القرآن بھمرا، دمکا	مدرسہ نور الاسلام لکھن جھری دمکا
۱۵ دسمبر ۲۰۲۳ء	اتوار	چتلا جامع مسجد وارڈ نمبر	مدرسہ نورنگ پوکھریا

امارت شرعیہ کے قائم مقام جناب مولانا محمد شمس القاسمی صاحب نے ایک اخباری بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت کے مطابق شعبہ تبلیغ و تنظیم کے تحت بہار، اڈیشہ و بھارت کے مختلف اضلاع میں وفادارت شرعیہ کے دعوتی و اصلاحی دورے ہوا کرتے ہیں، چنانچہ اسی سلسلہ کا ایک دعوتی دورہ ۸ دسمبر سے ضلع پورنیہ کے قصبہ، ڈگراد اور صدر بلاک پورنیہ کے مختلف مواضع کا شروع ہو رہا ہے، اس موثر وفد کی قیادت امارت شرعیہ کے نائب ناظم و شعبہ تبلیغ و تنظیم کے انچارج جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب کریں گے، جب کہ وفد میں نائب مفتی امارت شرعیہ جناب مولانا مفتی احکام الحق قاسمی صاحب، معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب، جناب مفتی نیر الاسلام قاسمی صاحب استاذ حدیث دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، جناب مولانا شمشیر صاحب مظاہری قاضی شریعت دارالقضاء ضلع کٹیکہ، جناب مولانا تاجیاز عالم صاحب قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ، ڈاکولہ، جناب مفتی خالد حبیب ندوی صاحب استاذ جامعہ صدیقیہ ڈگراد پورنیہ، جناب مولانا تاجیاز عالم صاحب رکن شوری امارت شرعیہ پھلاوری شریف پٹنہ، جناب مولانا انجمن مظاہری صاحب ناظم جامعہ فیض العلوم، ڈاکولہ اور جناب مولانا ناظم لکھن صاحب ناظم تعلیمات جامعہ فیض العلوم، ڈاکولہ اپنی ترتیب کے مطابق شامل و فدر ہیں گے، یہ دعوتی وفد ۷ دسمبر بروز سنیچر مرکزی دفتر سے ضلع پورنیہ کے لیے روانہ ہوگا، قائم مقام امارت شرعیہ نے کہا کہ اس وقت مختلف جہتوں سے دینی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کے سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے کے باوجود مسلم سماج سے دوری ابھی تعلیمی پسماندگی، دینی شعور کی کمزوری، وحدت و اجتماعیت سے دوری اور متعدد مملکت سماجی خرابیوں کا خاتمہ نہیں ہو پا رہا ہے، تعداد کے اعتبار سے ایک بڑی اقلیت ہونے کے باوجود مسلمان کئی اعتبار سے اتری کے شکار ہیں، ضرورت ہے کہ اصلاح اور بیداری کی جو کوششیں بھی ممکن ہوں کام میں لائی جائے اور ملت اور تعمیر انسانیت کی تحریک کو فروغ دیا جائے، اس وقت اوقاف کا معاملہ مدارس و مساجد کو لاحق خطرات اور شریعت اسلامی کا تحفظ خاص طور پر ملت کے لیے غیر معمولی طور پر قابل توجہ ہے، امارت شرعیہ کے دعوتی و فو وادراس کے دورے دراصل ایسی ہی کوششوں کی اہم کڑیاں ہیں، انہوں نے متعلقہ ضلع اور بلاکوں کے قنباہ و نائبین انجمن امارت شرعیہ، تنظیم امارت شرعیہ کے ذمہ داران و ارکان، ائمہ کرام، علماء مدارس کے ذمہ داران و دیگر جملہ ہمدردان ملت و جہان امارت شرعیہ سے اپیل کی ہے کہ درج ذیل پروگرام کے مطابق ہر جگہ اجلاس کا کامیاب و با مقصد

ڈیجیٹل گرفتاری سے چوکنارہے

محمد عباس دھالیوال

ملین شکایتیں درج کیں، جبکہ 2023 میں 1.5 ملین شکایات درج کی گئیں۔ یہاں قابل ذکر ہے کہ ڈیجیٹل اثرا پروگرام حکومت ہند نے 2015 میں بہت دھوم دھام سے شروع کیا تھا اور اس نے ملک کو ڈیجیٹل طور پر اختیار بنانے کے اپنے مقصد کو کافی حد تک حاصل کرنے میں کامیابی بھی حاصل کی لیکن اب اس کے نتیجے میں پیچھے بھی سامنے آئے گئے ہیں۔ اس ملک کے عام لوگ سائبر کرائم کے معاملے میں خود پیلے سے زیادہ غیر محفوظ محسوس کرنے لگے ہیں۔ لوگوں کو خاص طور پر بزرگوں کو اس سائبر کرائم سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ یکنواختی کے استعمال کے سلسلے میں خود کو اتنا کمزور نہیں محسوس نہیں کرتے۔ جہاں تک ڈیجیٹل اریٹ یا گرفتاری کا تعلق ہے، وہ اس طرح ہے: کوئی فون کرنے والا پولیس ہی بی آئی، آئی بی یا نارکسس یا ڈائریٹنگ کا افسر ہونے کا بہانہ کرتا ہے اور فون اٹھانے والے کو بتاتا ہے کہ ایجنسی اس کی تفتیش کر رہی ہے۔ اس کے بعد جعلی افسر مذکورہ شخص سے دھوکا دہی سے تم طلب کرتا ہے اور ایسا کرنے کی صورت میں قانونی کارروائی کی دھمکی دیتا ہے جس میں گرفتاری بھی شامل ہے۔ بہت زیادہ گھبراہٹ اور اس حقیقت کے خوف میں کہ افسر اس کے بارے میں کچھ جانتا ہے، بالآخر اس جعلی افسر نے ٹھگ کا وہ شخص شکار ہو کر اسے تم کی اداگی کرنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے، چنانچہ اسی تناظر میں چند ماہ قبل سائبر جرائم پیشہ افراد کے ایک بین ریاستی گینگ کے خود کو بی بی آئی افسر ظاہر کرتے ہوئے، ایک ممتاز صنعت کار سے 7 کروڑ روپے کی خورد برد کی۔ یہاں بتاتے چلیں کہ مجرموں نے اموال کو دو دن تک ڈیجیٹل گمرانی میں رکھا اور کسی کو فون کرنے یا ٹیکسٹ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ جعل سازوں نے ویڈیو کال کے ذریعے سپریم کوٹ کی جعلی ساعت بھی بنائی۔ اگر ایسے بارشخص کو فریادیوں کے ہاتھوں بے بس رکھا جاسکتا ہے تو وہ عام لوگوں کا کیا حال کر سکتا ہے، اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ کچھ دن پہلے مذکورہ ڈیجیٹل گرفتار گینگ کے ارکان کے ذریعہ نو نیڈا کے آسے سہانا نامی ایک شخص نے تقریباً بیڑا ہڑا ہڑا کر ڈروپے اپنے ذاتی بینکوں میں منتقل کروانے کی خبر بھی سامنے آئی ہے۔ اسی تناظر میں، گزشتہ ماہ چند ہی گڑھے کے ہری تھک کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ ہوا جو اعلیٰ کل میڈیا میں بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اس حوالے سے متاثرہ ہری تھک نے ایک نیوز رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ وہ (یعنی ڈیجیٹل گرفتاری کرنے والے 22 دن تک ہر وقت میرے ساتھ ویڈیو کال پر رہتے تھے، ہاتھ روم جانے سے پہلے بھی مجھے انہیں مسیج کرنا پڑتا تھا کہ اب میں ہاتھ روم جا رہا ہوں، ہری تھک بتاتے ہیں کہ وہ ایک دو دن بعد بیک جاتے تھے اور لاکھوں کی رقم ان ڈیجیٹل اریٹ والے فریضی افسران کو بھیج دیتے تھے۔ اس طرح میرے ساتھ 22 دن کی ڈیجیٹل گرفتاری کے دوران پورے 51 لاکھ دو ہزار ایک لاکھ چھوٹے ٹھگوں نے ٹھگی کی۔ اس کے بعد جب ٹھگ ہوا تو میں نے اپنے پریارادوں سے بات کی اور ان کے ساتھ جا کر چند ہی گڑھے کے 17 سیکر میں سائبر تھانہ میں شکایت درج کروائی۔ مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈیجیٹل گرفتاری والا معاملہ بہت سنگین ہے اور ہم میں سے کوئی بھی اس کا شکار ہو سکتا ہے تو اس قسم کے جھلساؤں کے فون سے چوکنے اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

آج کے اس ڈیجیٹل تیزیشن کے دور میں جہاں روزمرہ زندگی کے بہت سے کام ڈیجیٹل طریقے سے ہونے لگے ہیں، وہیں ڈھوکے بازوں کے دھوکہ دہی کے طریقے بھی ڈیجیٹل ہونے لگے ہیں۔ اس تناظر میں ایک ایسا لفظ ”ڈیجیٹل اریٹ“ جو گزشتہ کچھ دنوں سے میڈیا میں مسلسل زیر بحث بنا ہوا ہے۔ سننے کو تو یہ لفظ کسی سائنس فکشن فلم کا موضوع لگتا ہے، لیکن چنانچہ یہ ہے کہ آج یہ لفظ تیزی سے روزمرہ عام زندگی جینے والے لوگوں کے لیے ایک انجان قسم کے خطرہ کی صورت حال اختیار کرنا جا رہا ہے۔ پہلے اس ڈیجیٹل گرفتاری کے ذریعے، ٹھگ ویڈیو کال کے ذریعے پولیس افسران اور سرکاری اہلکار ہونے کا بہانہ کر کے آپ کو ڈراتے ہیں۔ وہ ویڈیو کال کے ذریعے آپ کی ہر ملہ معلومت لیتے ہیں، آپ کہاں جا رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں۔ ہر دم آپ کو گرفتاری کے خوف کے سائے میں رکھا جا رہا ہے۔ وہ ڈھمکیاں دے کر آپ سے ذاتی بینک اکاؤنٹس میں رقم کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دن سے رات تک آپ کو ہر وقت ان کی گمرانی میں رہنا پڑتا ہے۔ گزشتہ دنوں وزیراعظم نریندر مودی نے اس ضمن میں اپنے ریڈیو کے ماہانہ پروگرام من کی بات میں بھی اس کا خصوصی طور پر تذکرہ کیا۔ اس سلسلے میں وزیراعظم نے ڈیجیٹل اریٹ پر تشویش کا اظہار کیا اور اس سے بچنے کے لیے تین اقدامات کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے رکھیں، پھر سوچیں، پھر ایکشن لیں اور ایکٹ پر عمل کرنے کی تاکید کی۔ اتوار کو نشر ہونے والے اپنے ماہانہ پروگرام من کی بات میں نریندر مودی نے ایک آڈیو ریکارڈنگ چلائی جس میں لوگوں کو پریشان کرنے والے سائبر جرائم پیشہ تشویش کا اظہار کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ آڈیو صرف معلومت کے لیے نہیں ہے، یہ کوئی تفریحی ڈیویس ہے، یہ آڈیو گمری تشویش کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ آپ نے ابھی جو گفتگو سنی ہے، وہ ڈیجیٹل گرفتاری کے فراڈ کے بارے میں ہے۔ یہ بات حیرت انگیز ایک شکار اور دھوکے باز کے درمیان ہوتی تھی۔ ڈیجیٹل گرفتاری کے دھوکہ دہی کے معاملے میں کال کرنے والے مختلف لیبل جیسے پولیس، کبھی بی بی آئی، کبھی نارکسس، کبھی آئی آئی کا استعمال کرتے ہیں اور مصنوعی افسران کی طرح بات کرتے ہیں اور بڑے اعتماد کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیراعظم نے کہا کہ من کی بات کے بہت سے سامعین نے مجھے بتایا کہ اس پر ضرور بحث ہونی چاہیے، اس موقع پر انہوں نے مزید کہا کہ ”اگر آپ کو ایسی کال آتی ہے تو آپ کو گھبراہٹ نہیں چاہیے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی بھی تفتیشی ایجنسی بھی فون کال یا ویڈیو کال پر ایسی انکوائری نہیں کرتی ہے۔“ ڈیجیٹل گرفتاری سے بچنے کے لیے وزیراعظم نے لوگوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ جب آپ کو کوئی کال آئے تو پہلے رکھیں اور پھر سوچیں اور ایکشن لیں، اپنی ذاتی معلومات کسی کو نہ دیں، ہو سکے تو اسکرین شاٹ لیں اور ریکارڈنگ کریں، اس تناظر میں وزیراعظم نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ڈیجیٹل سائبر ہیلپ لائن 1930 پر ڈائل کریں اور ایسے معاملات میں اہل شانہ اور پولیس پر cybercrime.gov.in کو مطلع کرنے کے علاوہ رپورٹ کریں۔ اس موقع پر وزیراعظم مودی کی طرف سے شیئر کی گئی معلومات کے مطابق اپریل 2024 تک ہندوستان میں ڈیجیٹل گرفتاری کے ذریعے مجموعی طور پر 120.30 کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ جبکہ ڈیجیٹل سائبر کرائم رپورٹنگ پورٹل نے اس سال جنوری سے 30 اپریل تک 0.74

اصلاح معاشرہ

نکاح کو آسان کرو

ڈاکٹر سید آصف عمری

بے جا خرچہ یعنی اور مہنگے دعوت نامے، ہزاروں افراد کے لیے نوعِ بنوع دعوت کا اہتمام، مالیشان منڈپ اور بال کا انتخاب، بیٹنڈا بے اور ویڈیو شوٹنگ، جینز میں قیمتی سامان اور مٹکے، مالداروں کی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی ریس، نمودار نماش کے جذبات کا خوب خوب اظہار۔ ایسے ماحول میں غریب گھرانے بھی اربانوں کی تکمیل کے لیے قرض کے بوجھ تلے دہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اب نکاح مشکل سے مشکل بنتا جا رہا ہے۔ جس کا تلخ نتیجہ اس طرح ہمارے سامنے آتا ہے کہ ہزاروں بچیوں کی عمریں دھلتی جا رہی ہیں اور ان کے ہاتھ کھلیں اس وجہ سے پٹیکے نہیں ہو سکتے کہ ان کے غریب سر پرستوں کے پاس جینز اور دیگر اخراجات کی تکمیل کے لیے وسائل مہیا نہیں ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان سماجی خرابیوں کا ذمہ دار کون ہے؟ وہ والدین جنہوں نے اپنی بچی کے نکاح کے لیے اور جینز و ہینڈ کے تکمیل کے لیے سرمایہ اکٹھا نہیں کیا؟ یا وہ سرمایہ دار جنہوں نے اپنی جھوٹی شان دکھانے کے لیے اسراف کا مظاہرہ کیا؟ یا قوم کے وہ ذمہ دارو با اثر افراد جن کی چشم پوشی اور مدد ہست سے خرابیوں کو پروان چڑھنے کا موقع ملا؟ یا وہ حاملین شریعت جنہوں نے عوام کی رہنمائی سے غفلت برتی اور خرافات کو پھیلنے سے بیخبر رہ کر رہتے رہے یا عامیہ المسلمین جو شاندار شادیوں سے مرعوب ہو کر احساس کمتری کا شکار ہوئے؟ کسی ایک طبقہ کو مورد التزام ٹھہرا کر ہم اپنی پاک دامنی کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ سماج کا ہر فرد اور سرخ طبقہ برابر کا شریک ہے۔ غلط رسوم و رواج اور خرابیوں کا خاتمہ ہر دروند کی آرزو ہے۔ مگر گھٹن خواہشات اور آرزوؤں سے اصلاح نہ کبھی ہوتی ہے اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے اجتماعی سطح پر تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسی تحریک جو موثر شریعی ہو اور تسلسل کے ساتھ جاری بھی رہے۔ اگر ہم خاموش تماشائی بنے رہے تو کل خدا کی بارگاہ میں جواب دہی سے بچ نہیں سکتے۔

اصلاح معاشرہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اصلاحی عمل کے لیے چند تجاویز پیش خدمت ہیں:

- (۱) شریعت کے مطابق سادگی سے ہونے والے نکاح کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اخبارات میں مہار کما ددی جائے (۲) غیر شرعی رسومات اختیار کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔ ایسی ہونے والی شادیوں سے قبل ہی شہر کے با اثر افراد، علماء کرام اور بزرگ، نکاح کے سر پرستوں کو دل سوزی اور رکعت سے سمجھانے کی کوشش کریں اور سادگی سے نکاح کرنے کی ترغیب دیں (۳) فہمائش اور سمجھانے بجائے ادا کرنے کے باوجود کوئی سر پرست شریعت کی خلاف ورزی پر مصر ہو تو کم از کم سماج میں اتنی جرات پیدا کی جائے کہ وہ انہیں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے اور بڑا اظہار کرے (۴) اخبارات میں شریعت کے مطابق سادگی سے نکاح پر مضامین شائع ہوں۔ اسلاف کے واقعات پیش کئے جائیں (۵) محلہ کی سطح پر غیر مستطیع اور غریب خاندانوں کی لڑکیوں کی اجتماعی شادیوں کا اہتمام کیا جائے (۶) مجلس نکاح میں زوجین کی ذمہ داریاں، غیر شرعی رسوم اور شریعت پر عمل آوری پر خطاب کیا جائے (۷) نکاح کے وقت نقد ہرمی ادا کی جاوے اور مہر ہونے یا چاندی کی شکل میں رکھنے پر ابھارا جائے (۸) جینز اور ہینڈ کی رسم کا خاتمہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نو جوان شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے از خود آگے بڑھ کر مخالفت کریں اور اپنے آپ کو اس لعنت سے دور رکھنے کی کوشش کریں (۹) بہت ہی غلط رسومات خواتین کے ذریعے پروان چڑھتی ہیں، اس لیے خواتین میں اسلامی تعلیمات پھیلانے اور جہالت سے دور کرنے کیلئے وسیع پیمانے پر اصلاحی تحریک چلائی جائے (۱۰) نسل میں دینی تعلیم پھیلانے کے لیے سر پرستوں کو بھی فکر مند کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے پرائمری سطح سے لے کر ہائی اسکول تک دینی تعلیم کا نظم کیا جائے اور غلط رسوم و رواج اور خرافات سے بھی انہیں باہر کر کے بچنے کی ترغیب دی جائے۔

امارت شریعی پھولاری شریف سے منسلک ہو کر خلی خدمات انجام دینے کے خواہش مند حضرات متوجہ ہوں

امارت شریعی بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ پھولاری شریف پنڈتوں و ولت کا ایک عظیم سرمایہ دار اور اہم دینی، تعلیمی، سماجی و ولایتی سوسائٹی قائم اور ہے، جس کی خدمات کی روشن اورتا ناک تاریخ ہے، بانی امارت شریعی حضرت مولانا ابو الحسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نے جن شعبوں کو امارت شریعی میں شامل فرمایا تھا ان میں اہم شعبہ، شعبہ دعوت و تبلیغ ہے، امیر شریعت اول بدرالکاملین حضرت مولانا شاہ بدرالدین قادریؒ تین شاہ خاں خاندان مجیب پھولاری شریف پنڈتوں سے لے کر اب تک کے تمام امراء شریعت نے اس شعبہ پر خصوصی توجہ فرمائی، موجودہ امیر شریعت مقرر حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی بھی خاص توجہ اس شعبہ کے استحکام اور توسیع پر ہے، حضرت نے حالات اور تقاضوں کو دیکھتے ہوئے بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے تمام اضلاع اور علاقوں کے لئے بڑی تعداد میں دعاوت اور مبلغین بحال کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے تاکہ ہر علاقہ تک حالات کے تقاضے کے مطابق صحیح رہنمائی کا پیغام پہنچا رہے اور تنظیم امارت شریعی کو بھی استحکام حاصل ہو، چنانچہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے فیصلے کے مطابق امارت شریعی کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اعلان کیا ہے کہ جو حضرات علماء و حفاظ یا دینی شعراء کے باندہ، دینی معلومات رکھنے والے عصری اداروں سے فارغ اور لکھنے پڑھنے، بولنے اور افہام و تفہیم کی صلاحیت رکھنے والے احباب امارت شریعی کے شعبہ تبلیغ سے منسلک ہو کر قوم و ملت کی گراں قدر خدمات انجام دینا چاہتے ہوں وہ جلد اپنی درخواست ناظم امارت شریعی کے نام بذریعہ ای میل/ واپس ایپ دفتر تنظیم کو موصول کر سکیں، درخواست صاف اور اپنی تحریر میں لکھیں، نیز اپنا مکمل پتہ اور موبائل نمبر بھی ضرور تحریر کریں، تعلیمی اسناد کی کاپی بھی درخواست کے ساتھ بھیجیں، درخواست موصول کرانے کی آخری تاریخ ۵ جنوری ۲۰۲۵ء ہے، شعبہ میں بحال ہونے والے حضرات کو مناسب تنخواہ کے علاوہ خوراک، سفر خرچ، ای ایس آئی (علاج و معالجہ) اور ای بی ایف کی سہولت بھی دستیاب ہوگی، درخواست موصول ہونے کے بعد بحالی کی کارروائی سے جلد ہی مطلع کیا جائے گا، درخواست بھیجنے کی اطلاع نوٹ پر بھیج کر دیں۔

ڈاک پتہ: ناظم امارت شریعی پھولاری شریف پنڈت، بہار نمبر کوڈ: 801505-

ای میل: tanzimamaratshariah@gmail.com

واپس ایپ ورابطہ نمبر: 9065720887-9546493996

نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے جس میں انہی مرد اور عورت تاحیات باہم خوشگوار زندگی بسر کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ یہی رشتہ ایک نئے خاندان کی بنیاد ہے اور نیا خاندانوں سے ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ یہ رشتہ جتنا مستحکم اور الفت و محبت سے معمور ہوگا، اسی قدر نئے خاندان کی تعمیر میں معاون ہوگا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ ”تم میں جو لوگ بھروسہ، ہمت، ہمدردی اور غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کرو“۔ ابن ماجہ کی حدیث میں بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں“۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سنت قرار دے کر عبادت کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ اگر اسے سنت کے مطابق انجام دیا جائے تو اجر و ثواب اور تیرہ برکت کا ذریعہ ہوگا۔

نکاح سے پہلے رشتہ کے انتخاب کا مرحلہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ انتخاب مبینہ دو مہینے، دو سال کے لیے نہیں ہوتا بلکہ زندگی بھر کے لیے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ایک مضبوط عہد و پیمانہ ہے ”اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں“۔ اس عہد کی اہمیت کی وجہ سے ہر سر پرست بہت زیادہ چھان بین اور تلاش و جستجو کرتا ہے، کبھی کبھی رشتوں کی تلاش میں سالوں بیت جاتے ہیں اور اپنی خواہش کے مطابق رشتہ نہیں ملتا۔ رشتوں کے مطابق انتخاب کے معیارات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری شریف کی حدیث میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”موتوں سے نکاح میں اس کے مال، حسب و نسب، حسن و جمال اور بیداری دیکھی جاتی ہے، ہم بیداری کو ترجیح دیتا کہ تمہارے ہاتھ تر ہیں۔“ (بخاری)

بیداری کے ماسوائے چیزیں ہیں ان کی کچھ نہ کچھ اہمیت ہے۔ لیکن تنہا یہ چیزیں نکاح کے استحکام اور پائیداری کی ضمانت نہیں ہیں بلکہ بیداری کے بغیر یہ چیزیں فتنہ اور آزمائش بھی بن جایا کرتی ہیں اور اگر بیداری کو اولین اہمیت دی گئی تو زوجین کی زندگی خوشگوار ہوگی۔ نزاع اور اختلافات کم پیدا ہوں گے۔ معاشی تنگی، مزاجوں کے اختلاف، پسند و ناپسند کے فرق کے باوجود، دین کی پیروی کا جذبہ اور فریض و ذمہ داریوں کی ادائیگی کا خیال زوجین کے درمیان مصالحت کی راہ پیدا کر دے گا اور ایک مستحکم اور پائیدار بنیاد پر خاندان کی تعمیر ہوگی۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیداری کو ترجیح دینے کی ترغیب دی ہے اور اس پر دعائے کلمات بھی ارشاد فرمائے۔

نکاح کی سماجی، معاشرتی، دینی و اخلاقی اہمیت کی وجہ سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آسان بنایا اور ہر قسم کی خرافات سے پاک رکھا۔ یعنی کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نکاح انتہائی بڑے برکت ہے جس میں انتہائی معمولی خرچ ہو۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ وہ نکاح برکتوں سے خالی ہوگا جس میں اسراف سے کام لیا جائے گا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ اس قدر سادگی سے انجام پاتا تھا کہ نہ رشتہ داروں کی چہل پہل، نہ بڑی بڑی دعوتیں، نہ باہرے گئے، نہ قرض لینے کی حاجت، نہ رسوم و رواج کی جکڑ بندیاں۔ اس لئے کہ اصحاب نبی قرآن و سنت پر عامل تھے، سورہہ اسرا نیکل میں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کرنے والوں کے بارے میں سخت تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا نافرمان ہے“۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دیکھیں تو یہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنی بچیوں کا نکاح انتہائی سادگی سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔ نکاح کے بعد ایک تھاں میں کھجوریں منگوائیں اور شکر کا مجلس میں تقسیم کر دی۔ نکاح کے بعد ام البنین کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وداع کیا۔ کسی قسم کے کھانے پینے کی محفل آراستہ نہیں ہوئی۔ چنانچہ اصحاب نبی نے بھی اسی سادگی کا نمونہ پیش کیا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک مالدار ترین صحابی نبی مگر آپ نے کسی شان و شوکت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس قدر سادگی سے اپنا نکاح انجام دیا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر نہیں ہو سکی۔ ان کے کپڑوں پر زردی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شادی کی ہے۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شکوہ و شکایت کا اظہار نہیں کیا، بلکہ عادی ہوئے ہونے فرمایا کہ دیکھو کہ خواہ بکری ہی کیوں نہ ہو، آپ نے ولید کی ترغیب دی۔ مگر اس میں امیر و غریب کے امتیاز کو ناپسند فرمایا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں آپ نے ولید کی ایسی دعوت کو بڑی دعوت قرار دیا جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء کو نظر انداز کیا جائے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے جس میں حسن انسانیت نے سادگی کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا نکاح کا اعلان کرو اور اسے مسجدوں میں منعقد کیا کرو۔ مسجد عبادت و روحانیت کا مرکز ہے۔ جہاں بچپنے ہی ایک مسلمان میں روحانی کیفیت پروان چڑھتی ہے اور وہ اپنے آپ کو خدا کے دربار میں محسوس کر کے اپنے دل و دماغ میں خدا کی اطاعت کا جذبہ بڑھاتا ہے۔ اب اگر نکاح کی مجلس مساجد میں منعقد ہوں تو جہاں شرکاء میں ایسے جذبات پیدا ہوں گے وہیں عقلمندی سے بندھتے وقت نوش کو بھی یہ احساس ہوگا کہ میں دربارِ الہی میں جو عہد کر رہا ہوں مجھے اس کا پاس و لحاظ رکھنا ہوگا۔

نکاح ایک انسانی ضرورت اور خواہش کی تکمیل کا جائز ذریعہ ہے۔ یہ جس قدر آسان اور سادگی سے انجام پائے گا اسی قدر بدکاری کے دروازے بند ہوں گے اور جتنا مشکل اور اسراف کے ساتھ انجام دیا جائے گا اسی قدر ناز اور بدکاری کو پروان چڑھنے کے مواقع ملیں گے۔ اسی لئے معاشرے کو پختی بے راہ روی اور فحاشی سے بچانے کے لیے نکاح کو آسان سے آسان بنایا جائے۔ دین سے دوری اور جہالت نے اسلامی معاشرہ کو تباہ کر دیا ہے۔ خرافات اور بڑی قوم کے رسوم و رواج کے ہم ایسے غلام بن گئے کہ اپنی روشن تعلیمات سے دور ہوتے گئے اور نکاح جیسی عبادت کا تقدس بھی پامال ہو گیا۔ جس نکاح کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی کا نمونہ بنایا تھا وہ آج اسراف، غلط رسوم و رواج سے آلودہ ہو گیا۔ ایسے اور بھلا لوگ کبھی اپنے آپ کو اس قدر مجبور اور بے بس محسوس کرتے ہیں کہ جانتے بوجھتے خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ گھر والوں کا دباؤ، رشتہ داروں کا خیال، سماج میں وقار و مجروح ہونے کا ڈر، غرض مختلف حیلے بہانے اور شیطانیاں و وساوس غلط راہ اختیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ بالآخر شریعت کی اطاعت کا کمزور جذبہ ہی دل میں گھٹ گھٹ کر رہتا جاتا ہے اور شیطان اپنی کامیابی پر مسکراتا ہے۔

آج مسلم معاشرے میں نکاح سے متعلق پائی جانے والی خرافات کا سرسری جائزہ بتاتا ہے کہ شادی سے قبل منگنی میں

سپریم کورٹ کے حالیہ کچھ اہم فیصلے

پروفیسر اسلم جمشید پوری

سپریم کورٹ ہندوستان کی سب سے بڑی انصاف گاہ ہے، جہاں انصاف کی آخری امید ہوتی ہے۔ یہ بانی کورٹس کے سامنے ہونے والے فیصلوں کو مناتا ہے۔ عوام کے حق میں ہو رہی ہے انصاف پر اپنا حکم دیتا ہے۔ اس کی بھی ایک تاریخ ہے۔ اس کا قیام ملک میں اپنے قانون کے لاگو ہونے کے ساتھ ہوا، یعنی 26 جنوری 1950 میں سپریم کورٹ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ پہلے پارلیمنٹ کی پرانی عمارت میں ہی کام کر رہا تھا، بعد میں 1958 میں یہ تلک مارگ پر اپنی بلڈنگ میں شفٹ ہو گیا۔ دراصل بہت پہلے 1774 میں اس کا قیام کوکاکا میں ہوا تھا۔ یہ 1773 کے ریگولیشن ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ جب اسے Calcutta Supreme Court کہا جاتا تھا۔ اس میں ایک چیف جسٹس اور تین جج ہوتے تھے۔

پرمندر تعمیر کرنے کے لیے ایک ٹرسٹ بنایا جائے۔ کورٹ نے اتر پردیش حکومت کو یہ بھی حکم دیا کہ ایودھیا میں ہی مسجد کے لیے کسی سینٹرل وقت بورڈ کو 15 ایکڑ زمین دی جائے۔ عدالت نے یہ بھی مانا کہ بامری مسجد کا انہدام قانون کی خلاف ورزی ہے۔ 26 سال بعد کورٹ کا فیصلہ جب آیا تو پورے ملک میں تینا تھا اور سب کی نظریں سپریم کورٹ پر لگی تھیں۔ ملک میں فرقہ وارانہ فساد پھوٹ پڑنے کا اندیشہ جتایا جا رہا تھا، مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔

اسے ایم یو کے اقلیتی کردار پر برسوں سے سب کی نظریں تھیں۔ 1967 میں کورٹ کا یہ فیصلہ تھا کہ اے ایم یو اقلیتی ادارہ نہیں ہے۔ مرکزی قانون کے مطابق اس کا قیام، اسے اقلیتی ادارے کے زمرے میں شامل کرنے سے روکتا ہے۔ سپریم کورٹ کی سات رکنی بینچ، جس میں چیف جسٹس آف انڈیا ڈی وائی چندر چوڑھی بھی شامل تھے، نے 1967 کے فیصلے کو کاحدم قرار دے دیا اور اے ایم یو کے اقلیتی کردار کے معاملے کو تین رکنی بینچ کے حوالے کر دیا۔ امید ہے کہ وہاں سے بھی یہ پاس ہو جائے گا، کیوں کہ جب سات رکنی بینچ نے اے ایم یو کے کردار کو اقلیتی مان لیا تو تین رکنی بینچ تو اسے پاس ہی کر دے گی۔ سوال یہ ہے کہ جس ادارے کو مسلمانوں نے قائم کیا، جس کا انتظام و انصرام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو، اسے اقلیتی درجہ نہ ملے۔ یہ کیسا قانون ہے۔ اے ایم یو میں غیر مسلم طلباء خاصی تعداد میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ ویسے اے ایم یو کے اقلیتی کردار کی بحالی کی خبر سے سرسید کے چاہنے والوں، اے ایم یو کے طلباء اور سابق طلباء میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے، بلکہ اس خبر نے ملک کے کروڑوں مسلمانوں کے چہروں کو دکھلا دیا ہے۔ بلڈ ورنے کا فیصلہ شہرت حاصل کر لی ہے۔ اتر پردیش میں ایک قوم کے لوگوں کے گھر اور دکاؤں پر بلڈ ورنے چلا دیا جاتا ہے۔ یو ٹی میں اب اس کا خوف طاری ہے۔ اسی طرح پروردی ریاستوں نے بھی یہ کام کرنا شروع کر دیا ہے اور ایک قوم کے لوگوں کے لیے بلڈ ورنے کا استعمال ہو رہا ہے۔ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے سے بلڈ ورنے کی روک لگا دی ہے اور اس کے لیے نئے اصول بنانے کی بات بھی ہے۔

سپریم کورٹ نے ایک اور بہت ہی سنجیدہ معاملے میں فیصلہ سناتے ہوئے کہا ہے کہ اب لائٹ و جیلنگ لائٹس والے کو 7500 کلوزون والی گاڑیاں چلانے کی اجازت ہوگی۔ یہ فیصلہ پانچ رکنی بینچ، جس میں سابق چیف جسٹس آف انڈیا ڈی وائی چندر چوڑھی بھی شامل تھے، نے سنایا ہے۔ اس سے ان ڈیوٹس کو فائدہ پہنچے گا جن کے کلیم کو انشورنس کمپنیاں یہ کہہ کر رد کر دیتی تھیں کہ انہیں اتنی ذہنی گاڑی چلانے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ یو ٹی اور اتر اراکھنڈ حکومتوں نے گاڑیوں کے دوران راستے میں پڑنے والے دکاؤں اور ٹیبلوں کو اپنا نام لگنے کا حکم دیا تھا۔ اس سے پورے علاقے میں شہرت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ سپریم کورٹ نے یو ٹی اور اتر اراکھنڈ حکومتوں کے حکم کو کاحدم قرار دیا اور بدعنوانی کے خلاف حکم دیا۔ اس طرح سپریم کورٹ کے کسی تاریخ ساز اور اہم فیصلے میں، جن پر عوام کا مختلف رد عمل ہوتا ہے، ظاہر ہے ایسے فیصلے کسی کے حق میں ہوتے ہیں اور کسی کے خلاف جاتے ہیں، مگر سپریم کورٹ کے کسی فیصلوں پر عوام کی نظر ہوتی ہے اور ان کا سپریم کورٹ پر اعتماد بحال ہے۔

سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد 34 ہوتی ہے۔ اس میں چیف جسٹس آف انڈیا بھی شامل ہیں۔ چیف جسٹس آف انڈیا اور ججوں کی تقرری صدر جمہوریہ ہند کرتا ہے۔ سپریم کورٹ کے ججوں کی ریٹائرمنٹ کی عمر 65 برس ہوتی ہے۔ ابھی تک سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سترم دھنچے وائی چندر چوڑھے، جو سپریم کورٹ کے 50 ویں چیف جسٹس تھے اور آپ نے 9 نومبر 2002 میں چارج لیا تھا۔ 10 نومبر 2024 میں آپ کا ریٹائرمنٹ ہوا ہے۔ چیف جسٹس کا عہدہ بڑی ذمہ داری کا ہوتا ہے۔ ہندوستانی قانون نافذ کرنا اور شہریوں کو انصاف دلانا اس کا اہم کام ہوتا ہے۔ جیسے جیسے ملک کے حالات بدل رہے ہیں، سپریم کورٹ، چیف جسٹس آف انڈیا اور دیگر ججوں کا رول کافی اہم ہو گیا ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ سپریم کورٹ، انکیشن کمیشن اور تمام اعلیٰ ادارے ہندوستان کے آئین کے مطابق سیکور ہونے والے اور کسی کی بھی بے جا طر فدراری نہیں کریں گے۔ تمام اداروں کے عمل پر عوام کا بھر پور جا رہا ہے لیکن سپریم کورٹ کے فیصلوں پر اب بھی عوام کو اعتماد ہے۔ اصل میں عدالت عظمیٰ کی بھی ایسی ہی عوامی معاہدے میں آخری عدالت ہے۔ ضلعی عدالت کے فیصلے کے خلاف، صوبائی عدالت یعنی ہائی کورٹ میں عرضی داخل کی جا سکتی ہے۔ ہائی کورٹ کے کسی بھی فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جا سکتا ہے، سپریم کورٹ کیس کے ہر پہلو کی خوب چھان بین کرتا ہے اور ہائی کورٹ کے فیصلے کو کاحدم بھی قرار دے سکتا ہے، قائم بھی رکھ سکتا ہے۔ اس طرح سپریم کورٹ تک پہنچنے پہنچنے انصاف بالکل بچھن جاتا ہے۔

اب سپریم کورٹ کے کچھ فیصلوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے کئی برسوں سے چلے آ رہے بامری مسجد اراضی تنازع کے معاملے میں جو فیصلہ دیا، وہ بدعنوانی تھا۔ دراصل 1992 میں بامری مسجد کا انہدام کچھ شرعی علماء نے کیا تھا۔ اس موقع پر ہندوستان کے بڑے بڑے فرقہ وارانہ فساد پھوٹ پڑے تھے۔ یہ اقلیتوں کے حقوق سلب کرنے کی کوشش تھی۔ اس کا مقدمہ کئی سال چلتا رہا۔ پہلے اتر پردیش ہائی کورٹ میں، بعد میں سپریم کورٹ میں۔ مسجد کی اراضی پر ایک قوم نے رام کی جائے پیدائش کے نام پر قبضہ کر لیا تھا۔ سپریم کورٹ سے مسلمانوں کو امید تھی کہ انہیں انصاف ملے گا۔ 9 نومبر 2019 میں سپریم کورٹ کا فیصلہ اس شکل میں آیا۔ اس میں تنازع اراضی 177.2 ایکڑ کو ہندو فرقہ کو دے دیا گیا۔ کورٹ نے یو ٹی گورنمنٹ کو یہ بھی حکم دیا کہ ایودھیا میں تنازع زمین

دینا میں بسنے والے تمام انسان یکساں نہیں ہیں اور نہ یکساں ہو سکتے ہیں، ہر ایک کی سوچ، فکر اور انداز عمل میں فرق پایا جاتا ہے کوئی ایک کام کو کسی ڈھنگ سے انجام دیتا ہے اور کوئی کسی طریقے سے پھر میدان کار بھی مختلف ہیں اور اس کو سمجھنا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہے کہ کوئی آدمی کچھ کرے اور کوئی شخص کوئی کام انجام دے ایک وقت میں کبھی کوئی ایک ہی کام نہیں کر سکتے ہیں اگر ایسا ہوا کرتا تو ہزاروں کام انہیں پڑے پڑتے ہمارے سے آدمی ان کا کرنا جان ہی نہ پاتا کسی مکتب میں تعلیم دی جا رہی ہے تو کسی کارخانے میں کام سکھایا جا رہا ہے، کسی لیبارٹری میں تجربات کئے جا رہے ہیں تو کسی جگہ پر ان تجربات کو نتیجہ خیز شکل دی جا رہی ہے ایک آدمی ایک وقت میں ایک ہی کام کر سکتا ہے دو کاموں میں مشغول نہیں ہو سکتا اور وہ اگر ایسا کرتا ہے تو دونوں کاموں میں غلط واقع ہوگا اور وہ صحیح طور پر ہو سکتی نہیں پائیں گے دین کا کام کرنے والے، درس دینے والے، تدریس سے متعلق افراد مختلف پیشوں سے وابستہ لوگ، اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر رہے ہیں تو نظام دنیا بھی قائم ہے اور انسانوں کی مختلف ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں۔ جو لوگ تعلیم، تعلم یا تبلیغ و تذکر میں اپنا وقت لگا رہے ہیں ان کے لیے بھی کچھ آداب ہیں، کچھ اصول ہیں اور کچھ شرائط ان اصولوں، آداب اور شرائط کو بالائے طاق رکھ کر کامیابی پانا ناممکن ہے استاذ جب تک نیک نہ ہو پھر پور صلاحیت کا مالک نہ ہو، اور تعلیم دینے کے جذبہ سے شہر نہ ہو تو ایسے شاگرد فراہم نہیں ہوں گے جن پر اعتبار کیا جاسکے۔ اور جو آگے چل کر منہ تدربس پر بیٹھیں، تعلیم کوئی بھی ہو اور کسی بھی دینی و عصری تعلیم گاہ سے آپ کی نسبت ہو، کتاب اور متعلقات کتاب آپ کو از نہیں یاس کے معافی و منافیم تک آپ کی رسائی نہیں تو آپ اس علم کو صحیح بنیادوں پر منتقل نہیں کر سکتے، ایک مرحلہ تبلیغ کا ہے جو بڑی نرمی، حوصلہ اور دانائی کے ساتھ کرنا چاہیے مخاطب کو پہلے یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ آپ اس کے ہم در ہیں اور اس کی فلاح کا آپ کے دل میں ایک جذبہ ہے۔ تلخ و ترش گفتگو کے ذریعہ کسی کو بھی متاثر نہیں کیا جاسکتا اس راستہ میں سخت پڑاؤ آتے ہیں اور بھانت بھانت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے ان کے خیال کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ کا کام پورا کیا جائے گا ہمارا یہ مقصد نہیں کہ دین کے تقاضوں کو چھوڑ دیا جائے اور تبلیغ کے تحت کام کیا جائے منشاء یہ ہے کہ آپ مخاطب سے اتنا قریب ہو جائیں اور اپنی بات کو ایسے دلنشین انداز میں اس کے سامنے لائے کہ کوشش کریں جس سے وہ آپ کی جانب متوجہ ہو، جو وہ وقت میں ایک بڑی کمی یہ دیکھی جا رہی ہے کہ دین کا کام کرنے والے یکساں طریقے پر سب کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر نہ کریں گے ہوتے تو مکمل کامیابی بھی انہیں نہیں ملتی، ہر جگہ اور ہر مقام پر ایک ہی طرز اور ایک ہی ڈھنگ، قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کے آخری رسول ہیں، انہوں نے اپنی قوم کے مزاج اور طبیعتوں پر پوری نظر رکھتے ہوئے ایسا اسلوب اختیار کیا جو طبیعتوں پر بار نہ بنے، نہ کوئی روز بزدلی، نہ دلال کے انہار، اور نہ مخاطب کو عاجز کر دینے کی کوئی کوشش۔ آپ سادہ سیرا ہیے اپنی بات بیان فرماتے اور بیانات خداوندی کو پوری دیانت اور دردمندی کے ساتھ

کام کرنے کے مختلف طریقے

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر

پہنچتا ہے۔ آپ اس فریضہ کے اس حق کو اچھی طرح سمجھتے تھے جو ان سے متعلق کیا گیا تھا، اس لیے بھی نہیں ہو کہ آپ کی بات ٹرڈی اور سخت رہی ہو یا آپ نے درشت لہجہ میں پیغام حق پہنچایا ہو، تمام انبیاء اور رسول اپنی اپنی قوموں اور امتوں میں اسی طور پر دعوت حق دیتے رہے اور اس بنیادی مقصد پر تکی کے ساتھ تھے کہ اللہ کی وحدانیت، اس کی مالکیت، اس کی حاکمیت، اس کی قدرت کے تمام کوششوں سے نقاب اٹھائیں، اس کے قادر اول و آخر ہونے کا اعلان کریں اور یہ بتائیں کہ کوئی اس کے مقابل نہیں اور نہ کوئی اس کے مماثل ہے اور وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں یکساں اور ایکساں ہے، جس کا مجموعہ باطل نہ مقابلہ کر سکتے اور نہ اس سے میل کھاتے تمام اختیارات اس کے ہاتھ میں ہے۔ نہ وہ کسی کا محتاج ہے اور نہ ضرورت مند۔ سب کی ضرورتیں اس سے متعلق ہیں جو مانگا جائے اسی سے مانگا جائے، ہاتھ پھیلا دیا جائے تو اس کے سامنے پھیلا دیا جائے۔ جن لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ اس دنیائے گزرگرن کو ایک دوسرے عالم میں پہنچاتا ہے اور سب و کتاب کا انہیں سامنا کرنا ہوگا۔ وہ دین کے متعلق جو جذبات و خیالات رکھتے ہیں، انہیں جذبات کی قدر دانی کی جائے گی اور انہیں کے اچھے اور نیک کاموں کو قبولیت ملے گی۔ یہ بات جب ذہن میں جم گئی تو پھر کوئی مرحلہ سخت نہیں رہتا اور نہ کوئی ٹھکانا پیدا ہوتا اور نہ دل و دماغ میں شکوک و شبہات سر اٹھاتے، جنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے اور اس راز کو جان گئے ہیں وہی دراصل کامیاب ہیں، لیکن لوگوں کو یہ یاد کرانے کی ذمہ داری اس مذہبی طبقے کی ہے جسے اللہ نے اس قابل بنایا اور دینی علوم اور شرعی احکام سے انہیں واقف کرایا وہ اگر سنجیدگی، متانت، اور کدوا، عمل کے پورے تحفظ کے ساتھ میدان عمل میں قدم رکھتے ہیں تو ان کی کامیابی کے امکانات سو فیصد ہیں۔ بعض لوگ اپنی گفتگو اور عمل سے دین کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں، وہ خود کو کچھ تبلیغ کرتے ہیں لیکن عمل کچھ اور کرتے ہیں، تبلیغ اور عمل کا یہی تضاد بدگمانیاں پیدا کرتا ہے، جب تک وہ طریقے نہیں اپناتے جہاں جس کی بھی کام کے سلسلے میں موثر ہو سکتے ہیں کامیابی کے امکانات مہم مہم رہیں گے۔ اور جن نتائج کو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں یا جو اہداف ہماری نظریں ہیں ان تک ہم نہیں پہنچ سکتے یا نہیں گے، دنیا کے کاموں سے زیادہ دین کے کاموں میں فرسات اور دانائی کی ضرورت ہے، نہ تو یک دم سامنے والے کو اتنا متوجس کر دیا جائے کہ وہ دین کو سخت چیز سمجھنے لگے، اور نہ اتنا آسان لگا دے وہ دلوانی کھائی دے۔

ہماری کامیابیوں کا دار و مدار اس پر ہے کہ ہم اپنے ذہناوی اور دینی کام کی جدبہ اور نیک نیتی کے ساتھ کر رہے ہیں بعض لوگوں کا گمان یہ ہے کہ دنیا کے کاموں میں چاہے جتنا دھوکا دیا جائے، چاہے جتنا قریب کیا جائے وہ درست ہے، یہ صحیح سوچ نہیں، دنیاوی کاموں کے بھی ڈھنگ اور اصول ہیں، ان اصولوں کو پامال نہیں کرنا چاہیے، جب دنیاوی کاموں کے اصول نہیں چھوڑے جائیں گے تو دین کے کاموں میں انہیں کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے اگر اصحاب عمل اور اصحاب فکر کی نظر اس نکتہ پر جم جائے تو یقینی بات ہے وہ انہیں بھی ہوں، کسی بھی پیشے سے ان کی وابستگی ہو، وہ کامیاب ہوں گے اور کامیابیوں کا آئین سامنا نہیں کر ہوگا۔

ہماری کامیابیوں کا دار و مدار اس پر ہے کہ ہم اپنے ذہناوی اور دینی کام کی جدبہ اور نیک نیتی کے ساتھ کر رہے ہیں بعض لوگوں کا گمان یہ ہے کہ دنیا کے کاموں میں چاہے جتنا دھوکا دیا جائے، چاہے جتنا قریب کیا جائے وہ درست ہے، یہ صحیح سوچ نہیں، دنیاوی کاموں کے بھی ڈھنگ اور اصول ہیں، ان اصولوں کو پامال نہیں کرنا چاہیے، جب دنیاوی کاموں کے اصول نہیں چھوڑے جائیں گے تو دین کے کاموں میں انہیں کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے اگر اصحاب عمل اور اصحاب فکر کی نظر اس نکتہ پر جم جائے تو یقینی بات ہے وہ انہیں بھی ہوں، کسی بھی پیشے سے ان کی وابستگی ہو، وہ کامیاب ہوں گے اور کامیابیوں کا آئین سامنا نہیں کر ہوگا۔

ہماری کامیابیوں کا دار و مدار اس پر ہے کہ ہم اپنے ذہناوی اور دینی کام کی جدبہ اور نیک نیتی کے ساتھ کر رہے ہیں بعض لوگوں کا گمان یہ ہے کہ دنیا کے کاموں میں چاہے جتنا دھوکا دیا جائے، چاہے جتنا قریب کیا جائے وہ درست ہے، یہ صحیح سوچ نہیں، دنیاوی کاموں کے بھی ڈھنگ اور اصول ہیں، ان اصولوں کو پامال نہیں کرنا چاہیے، جب دنیاوی کاموں کے اصول نہیں چھوڑے جائیں گے تو دین کے کاموں میں انہیں کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے اگر اصحاب عمل اور اصحاب فکر کی نظر اس نکتہ پر جم جائے تو یقینی بات ہے وہ انہیں بھی ہوں، کسی بھی پیشے سے ان کی وابستگی ہو، وہ کامیاب ہوں گے اور کامیابیوں کا آئین سامنا نہیں کر ہوگا۔

پروفیسر مشتاق احمد

مرکزی حکومت کے ذریعہ اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں جس طرح روز نئے نئے تجربے کے جارہے ہیں اور ہاتھوں میں تعلیمی پالیسی 2020 کے نفاذ کے بعد تعلیمی ڈھانچوں میں جس طرح کی تبدیلی لائی جا رہی ہے اس سے تو ظاہری طور پر یہی لگتا ہے کہ دوامی ہماری حکومت کے تعلیمی نظام میں ایک نیا انقلاب لانے کی کوشش میں ہے۔ مگر ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ جس طرح آٹا فائبر کی طرح کے فیصلے لئے جارہے ہیں اس سے تعلیمی نظام میں افراتفری بھی پیدا ہو رہی ہے۔ جب تک تعلیمی پالیسی 2020 کے نفاذ کا اعلان ہوا اس کے بعد جس طرح اس پر سیاست شروع ہوئی اس سے بھی ملک کے تعلیمی ماحول اثر انداز ہونے کا ایک طرف مرکزی حکومت کی اس پالیسی کوئی ریاستوں نے نافذ کرنے سے انکار کیا یا پھر اس میں کئی طرح کی تبدیلیوں کی ضرورت پر زور دیا۔ لیکن جہاں کہیں حکمران جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت تھی ان ریاستوں میں نئی تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے ساتھ ساتھ اس کی غیر معمولی اہمیت پر توجہ دینا کر کے کابھی دور چلتا رہا۔ مگر اس نئی پالیسی کے نفاذ کے برسوں بعد بھی ملک کی تمام یونیورسٹیوں میں یکساں نصاب عمل میں نہیں آیا اور نہ چار سالہ ڈگری کورس کا آغاز ہوا۔ غرض کہ اب بھی کئی ریاستوں میں قدیم روایتی کورس بھی چل رہے ہیں اور ڈگریاں دی جا رہی ہیں۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ جن ریاستوں میں تین سالہ گریجویٹ ڈگری دینے کی روایت قائم ہے اور جہاں چار سالہ ڈگری کورس کا آغاز ہو چکا ہے ان دونوں ڈگریوں کے تعلق سے مستقبل میں کوئی تبدیلی پیدا ہو سکتا ہے کہ نہیں۔

بہر کیف! اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں مرکزی حکومت کا ایک خود مختار ادارہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے بھی ایک دہائی میں کئی طرح کے فیصلے کئے ہیں اور کمیشن کے چیئر مین کا موقف ہے کہ وہ ایسا اس لئے کر رہے ہیں تاکہ ملک میں بین الاقوامی سطح کے تعلیمی معیار کی فضا سازگار ہو اور ہمارے طلباء کے اندر پیشہ وارانہ تعلیم کے تین سنجیدہ پیدا ہو۔ ان کا یہ بھی موقف ہے کہ سائنس کے شعبے میں مزید سنجیدگی کی ضرورت ہے کہ سائنسی تحقیق کو فروغ دیا جائے اور ذہین طلباء و طالبات کے لئے جدید ٹکنالوجی سے ایسے سائنسی لیبارٹری قائم کئے

اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں نئے تجربے!

جائیں تاکہ ہمارے ملک میں سائنسی ایجادات کی طرف تخیل کو میز دل کرایا جاسکے۔ اب دیکھنا ہے کہ یو جی سی کی اس پبلک کورس قدر کامیابی ملتی ہے۔ حال ہی میں یو جی سی نے اپنے قومی سطح کے مقابلہ جاتی امتحانات نیٹ میں بھی کئی طرح کی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ واضح ہو کہ پہلے یو جی سی نیٹ امتحان میں صرف دو زمرے کے نتائج دئے جاتے تھے۔ اول ہے آرایف یعنی جو پیمبر ریسرچ فیلو اور دو قومی اہلیتی برائے لکچر شپ کی ڈگری دی جاتی تھی۔ جن طلباء کو آرایف ملتا تھا انہیں پی ایچ ڈی کرنے کے دوران اسکالرشپ بھی ملتی تھی اور اس

کی مدت کار پانچ سال کی ہوتی تھی جب کہ جو صرف نیٹ پاس کرتے تھے وہ کسی بھی یونیورسٹی میں لکچر شپ کی جگہ کی امیدوار ہو سکتے تھے۔ اب یو جی سی نے نیٹ امتحان میں ایک تیسرے زمرے کی اہلیت کو بھی شامل کیا ہے۔ اب آرایف اور نیٹ کے علاوہ پی ایچ ڈی کورس میں داخلہ کے لئے بھی نیٹ کے ذریعہ سندی جانے لگی۔ غرض کہ ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں پوسٹ گریجویٹ کے بعد پی ایچ ڈی کرنے والے خواہش مند طلباء بھی اس قومی مقابلہ جاتی امتحانات میں شامل ہوں گے اور نمبر کی بنیاد پر یہ طے ہوگا کہ آرایف یا صرف نیٹ اور صرف پی ایچ ڈی داخلہ کے لئے کن کا انتخاب ہوا ہے۔ اس لئے اب اس امتحان کی اہمیت ہی نہیں بڑھی ہے بلکہ مقابلہ بھی سخت ہو گیا ہے۔

اس سال دس دسمبر کو یو جی سی نیٹ امتحان کے فارم پرکے گئے اور آئندہ سال 19 جنوری 2025ء تک قومی سطح پر لئے جائیں گے اس لئے اردو یا دیگر موضوعات میں پوسٹ گریجویٹ کرنے والے طلباء کے لئے یہ سہیروں کا موقع ہے کہ وہ اس قومی مقابلہ جاتی امتحانات میں شامل ہوں اور اپنے شاندار مستقبل کے لئے اس امتحان میں کامیاب ہونے کی تیاری میں لگ جائیں۔ واضح ہو کہ یو جی سی ہر سال جون اور دسمبر میں اس طرح کے امتحان کا انعقاد کرتی ہے اور 85

جس، اصلاح معاشرہ کمیٹی، فہم شریعت کمیٹی، دارالقضاء کمیٹی، شیعہ خواتین، لیگل سیل اور سوشل میڈیا ڈیسک کی جانب سے ہر ایک کے دائرہ کار میں خدمت کا سلسلہ جاری ہے، سماج میں پھیلے ہوئے برائیوں کو روکنے کے لیے اصلاح معاشرہ کمیٹی کام کر رہی ہے، شریعت کے احکامات کی تکمیل لوگوں کو سمجھانے کے لیے تفہیم شریعت کمیٹی سہی مسلح کر رہی ہے، دارالقضاء کمیٹی کے ذریعے ملک کے طول و عرض میں دارالقضاء کا نظام قائم کیا جا رہا ہے، خلاف شریعت فیصلوں کی روک تھام کے لیے لیگل سیل کوشاں ہے، عورتوں میں بے ادبی پیدا کرنے اور انہیں دین و شریعت پر قائم رکھنے کے لیے شیعہ خواتین کی کارکردگی کا سلسلہ دراز ہے، بوڑھے کی سرگرمیوں کو دور تک پہنچانے، پھیلائے اور احکام شریعت پرکے جانے والے اعتراضات کا مثبت طریقے پر جواب دینے کے سلسلے میں سوشل میڈیا ڈیسک کام کر رہا ہے، بوڑھے کے شیعہ اپنے اپنے کو بیڑی گمرانی میں ارکان بوڑھے کے تعاون سے خدمت انجام دے رہے ہیں اور کوئی شہ نہیں کھدو دو سال کے باوجود بہتر خدمت انجام پارہی ہے اور بوڑھے کا پیغام دور دور تک پہنچ رہا ہے، آج کا یہ اجلاس بوڑھے کے تمام شعبوں کی کارکردگی کی تحسین کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ یہ شیعہ پہلے سے زیادہ بہتر انداز میں اپنے کاموں کو آگے بڑھائیں گے اور ملت اسلامیہ ہند کی سر بلندی اور سرخروئی کے لیے کوشاں رہیں گے باذن اللہ۔

تجویز (11) بابت اظہار تشکر: وقف تریبی مل کو روکنے کے سلسلے میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے بساط پھر کوشش کی ہے، جہاں ایک طرف اپوزیشن پارٹیز کے ذمہ داران و سربراہان سے ملاقاتیں کی گئیں، وہیں دوسری طرف الائنس پارٹیز سے بھی رابطہ کیا گیا اور انہیں وقف تریبی مل کی روک تھام کے سلسلے میں متوجہ کیا گیا، بوڑھے وقف تریبی مل کے سلسلے میں تحریری یادداشت بھی مرتب کی، جو مفصل بھی ہے مدلل بھی، اسی طرح جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی کو ای میل کے ذریعے جواب دینے کے سلسلے میں بھی بوڑھے نے سہی پیہم کی، اور یہ خوش آئند اور حوصلہ افزا بات ہے کہ بوڑھے کی تحریک پر تین کروڑ چھیانوے لاکھ ای میل مسلمانوں کی طرف سے کیے گئے، اسی طرح ملک کے الگ الگ حصوں میں تحفظ اوقاف پر چھوٹے بڑے بہت سے پروگرام ہوئے، جن کا سلسلہ اب بھی دراز ہے، جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی کو جواب بھیجنے کے سلسلے میں امارت شریعہ بہار، اڑیسہ جاکھنڈ کا خصوصی تعاون شامل رہا، اسی طرح اس سلسلے میں ملک کے مختلف حصوں میں تحفظ اوقاف کانفرنس منعقد کرنے میں مختلف دینی، ملی سماجی تنظیموں اور جماعتوں کا اہم رول ہے مختلف پارٹیز سے ملاقاتوں کے سلسلے میں بھی متعدد احباب نے تعاون کیا، آج کا یہ اجلاس امارت شریعہ بہار، اڑیسہ جاکھنڈ سمیت تمام ملی جماعتوں، تنظیموں اور اس مشن میں ساتھ دینے والے مخلصین اور ارکان بوڑھے کا شکر یہ ادا کرتا ہے اور ان کی خدمت کی تحسین کرتا ہے، نیز امیر شریعت کرناٹک حضرت مولانا صفیر احمد خان رشادی (کوئٹہ مجلس استقبالیہ) اور مجلس استقبالیہ کے تمام افراد اور قائدین شہر بنگلور کا بھی شکر یہ ادا کرتا ہے کہ ان کے حسن تعاون سے یہ اجلاس خیر و خوبی، سلیقہ اور ترتیب کے ساتھ منعقد ہوا اور یہاں سے ملت اسلامیہ ہند کے لیے رہنما اور حیات بخش پیغام جاری کیا گیا۔

(بقیہ صفحہ اول)

خاص طریقے پر یو پی، ایم پی اور سام میں مدارس کے ساتھ نہایت نازیا اور براسلک کیا جا رہا ہے، سروے کے نام پر مدارس کے ارد گرد چنگچھنے کی کوشش ہو رہی ہے، اس سلسلے میں قریبی مدت میں سپریم کورٹ نے جو فیصلہ سنایا ہے وہ مدارس کو تحفظ فراہم کرنے والا ہے اور فرقہ پرست عناصر کے لیے ایک نازیبا ہے، آج کا یہ اجلاس مدارس کے تین سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مدارس اسلامیہ کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور ملک کے ان باقیوں کو نشانہ نہ بنایا جائے۔

تجویز (8) بابت مشترک اور مسلم مذہبی قدروں کو پامال کرنے کی مذمت: انسانوں کیساتھ محبت سے پیش آنا، کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرنا، حق تلفی سے اپنے آپ کو بچانا اور بے حیائی کی باتوں سے دور رہنا ایسی قدریں ہیں جو ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں، ان قدروں کی حفاظت ضروری ہے، انسان کے اندر سے اگر انسانیت نکل جائے تو وہ بھڑکے کام کا نہیں رہتا، ظلم و زیادتی کا مزاج گھروں، خاندانوں اور معاشرے کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے، بے حیائی کا گھن اندر سے سماج کو کھوکھلا کر دیتا ہے، نوجوان نسل بری باتوں، بے حیائی کے کاموں، شہوت پرستی اور غلط کاری میں پڑ جاتے تو پھر اس کا مستقبل دن بہ دن تاریک سے تاریک تر ہوتا چلا جاتا ہے، کسی بھی مذہب سماج میں ایسے لوگ نہایت ناپسندیدہ سمجھے جاتے ہیں جو اپنی خواہشات پر قابو نہ رکھ پائیں اور جانوروں کی طرح بے لگام ہو کر زندگی گزاریں، آج کا یہ اجلاس مشترک اور مسلم مذہبی قدروں کی حفاظت کا پیغام دیتا ہے اور مشترک اور مسلم مذہبی قدروں کو پامال کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے، تجربہ یہ بتاتا ہے کہ مذہبی قدروں سے بیگانہ ہو جانے اور معاشرے سے دوڑوں کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔

تجویز (9) بابت بوڑھے کی ہدایات کو اپنانے کی ضرورت: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے حفاظت شریعت کانگراں قدر کار نامہ انجام دے رہا ہے، اسی کے ساتھ وہ وحدت و اجتماعیت کا علامتی نشان بن چکا ہے، جہاں وہ حکومتوں کی جانب سے شریعتی قانون میں کی جانے والی مداخلت کو روکنے کی کوشش کرتا ہے، وہیں مسلمانوں کو بھی بار بار متوجہ کرتا ہے کہ وہ رضا کارانہ طریقے پر احکام الہی کو سینے سے لگائیں، شریعتی قوانین و ہدایات اور نبوی تعلیمات کو رز جانا نہیں، یہ کسی نامناسب بات ہے کہ ہم دوسروں سے یہ خواہش کریں کہ وہ ہماری شریعت میں مداخلت نہ کریں اور خود مسلمان دین و شریعت کے باقی بن کر زندگی گزاریں، شریعت کے تمام احکامات عادلانہ اور منصفانہ ہیں اور انہیں اپنا کر دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کی جاسکتی ہے، بوڑھے نے اپنے قیام کے روز اول سے مسلمانوں کو راہ عمل دکھائی ہے، یہ اور بات ہے کہ ماحول کے فتنوں میں پڑ کر بہت سے مسلمان اپنے آپ کو احکام شریعت سے دور کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں خسارے کا سودا کرتے ہیں، آج کا یہ اجلاس مسلمانانہ ہندو متوجہ کرتا ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ پر عمل کا مزاج بنائیں اور معاشرے کی صلاح و فلاح کے لیے بوڑھے کی جانب سے دی جانے والی ہدایات پر عمل پیرا ہوں۔

تجویز (10) بابت بوڑھے کے شعبوں کی کارکردگی: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے مختلف شعبے کارکنان اور فعال

طب وصحت

کدو کے بے پناہ طبی فوائد

کے علاوہ یہ نوک خناق جیسی تکلیف میں بھی راحت کا باعث بنتا ہے۔

مونٹ پھینا: مغزخم، کدو کھریں۔ گوند کتیرا، ہموزن لے کر خوب باریک کر کے رات کو سوتے وقت ہونٹوں پر لگا کر سو جائیں۔ صبح گرم پانی سے صاف کر لیں۔ ایک ہی مرتبہ استعمال سے فائدہ ہوگا۔

بدن کی پھینسیاں: کدو کا پانی پھینسیوں پر لگانے سے پھنسیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے گودے کا لیپ بھی فائدہ مند ہے۔ کدو کا چمکا زنگوں کے لیے مفید سمجھتے رکھتا ہے۔ سب سے پہلے اس کے چمکوں کو سائے میں خشک کر لیں اس کے بعد ان کی مطلوبہ مقدار لے کر انہیں جلادیں اور باریک کر کے محفوظ کر لیں۔ یہ کدو کا پانی چھترے سے زخم جلد مندمل ہوگا۔

سواسیر: کدو کے چمکے میں قدرت نے بواہر جیسی تکلیف کے لیے بھی شفا رکھی ہے۔ اس کے لیے کدو کے حسب ضرورت چمکے لے کر انہیں سائے میں خشک کر کے باریک کر لیں۔ دن میں صبح و شام چھ ماہ سے ایک تولیہ ان چمکوں کو تازہ پانی کے ساتھ کھائیں۔ اسے اپنا معمول بنائیں۔ یہ نوک نہ صرف بواسیر کے مریضوں کے لیے مفید ہے بلکہ خونی تپش کے لیے بھی اچھا جواب ہے۔

زیادہ چھینکیں آتا: اگر چھینکیں مارا کر آپ کا برا حال ہو جاتا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لیے بھی آپ کو روغن کدو کے دو چار قطرے ناک میں پکڑیں۔ چھینکیں آنا بند ہو جائیں گی۔ تپش کشا ایسے مریض جن کو کدو کی تپش کی شکایت ہو، وہ بھی کدو سے مستفید ہو سکتے ہیں کدو کے استعمال سے مرض کے رفع ہونے میں مدد ملتی ہے۔

مکھیوں سے بچاؤ: کبھی کبھی مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اس پر کدو کی تیل کے پتے رکھ دیں۔ مکھیاں ہرگز اس پر نہ بیٹھیں گی۔ اگر شریر خرابچوں پر دن کے وقت کدو کے پتے رکھ دیے جائیں تو بھی مکھیوں سے محفوظ رہیں گے۔

یرقان: ایک عدد کدو لے کر اسے کھلی آگ میں جلا کر بھینا جائے اور اس کا پانی چھڑ کر اس میں تھوڑی سی مصری ملا کر پی لیں۔ یرقان کے لیے بہت مفید ہے۔

ماش کر کے گرم کی ہوئی روٹی یا نمکین۔ اس سے نہ صرف سرسام میں افادہ ہو گا بلکہ بے خوابی اور عام ہر دردہ وغیرہ کے لیے بھی مفید ہے۔

کان کا درد: کان میں پانی چلا جائے یا پھر کان میں دروہو اس کے لیے بھی کدو کا پانی پینے سے فائدہ۔ کسی بھی پسناری سے روغن گل لے کر اس میں اس کے ہم وزن کدو کا پانی ملا لیں۔ کان کے دردی صورت میں اس مخلول کے دو سے تین قطرے کان میں ڈالیں، انشاء اللہ درد سے راحت ملے گی۔

بجمو کا دنتک: گھر میں کسی کو بچھو ڈنگ ماروے اور فوری طور پر ڈاکٹر تک پہنچنے میں دشواری ہو تو آپ کدو کے گودے سے مرلیش کو مری طبعی امداد دے سکتے ہیں۔ ڈنگ والی جگہ پر کدو کے گودے کا اچھی طرح لیپ لگا دیں اور ساتھ ہی اسے اس کا پانی بھی پلا لیں، زہر کا اثر زائل ہو جائے گا۔

سر کی خشکی: روزمرہ زندگی میں خواتین کو سر کی خشکی کا سامنا ہوتا ہے۔ جس کے علاج کی خاطر وہ طرح طرح کے شیمپو استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ کو بھی یہی مسئلہ درپیش ہے تو بازار سے روغن کدو لیں اور اس سے سر کی اچھی طرح ماش کر لیں۔ اس کے علاوہ آپ دودھ میں روغن کدو کا ایک چمچ ڈال کر استعمال کیا کریں اس سے نہ صرف خشکی کا خاتمہ ہوگا بلکہ یہ دل کی دھڑکن کو بھی معمول پر رکھنے کے لیے مفید نوکندہ ہے۔

دانت کا درد: دانت اگر درد کرنا شروع کر دے تو پھر کچھ جین نہیں ملتا اور مریض اس سے نجات کے لیے طرح طرح کے نوکندے آزما تا نظر آتا ہے۔ اگر آپ بھی ایسی صورت حال سے دوچار ہیں تو کدو کا گودا پانچ تولے اور رسن ایک تولے لے کر دونوں کو ایک سیر پانی ڈال کر خوب اچھی طرح سے پکائیں جب گودا آدھا جل جائے تو نیم گرم پانی سے کھیاں کر لیں۔ انشاء اللہ درد میں افادہ ہوگا۔

حلق کا اورم: آواز کا بیٹھ جانے یا معمول کی شکایت ہے جو کسی بھی شخص کو ہو سکتی ہے۔ اس سے بچھا کر کے لیے کدو کے نیم گرم پانی سے غرارے کریں۔ اس

پر یونین کی حامل غذاؤں یعنی گوشت اور دودھ وغیرہ کو اعلیٰ سمجھا جاتا ہے جبکہ ہزب یوں اور دالوں کو ادنیٰ تصور کیا جاتا ہے۔ تمام غذائیں ایک انمول تحفہ ہیں اور ان کے ہر گروپ میں مختلف اجزاء پائے جاتے ہیں جن کا متوازن استعمال جسمانی نشوونما کے لیے ضروری ہے۔ ہزب یوں میں سے ایک "کدو" بھی ہے جو لذت کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بے پناہ طبی خواص بھی رکھتا ہے۔ کدو جسم کے درجہ حرارت کو معمول پر رکھتا ہے اور بخار میں بھی مفید ہے۔ اس کے علاوہ بادی بن اور بلغم کی شکایت سے وہ چارمراض اگر کدو کے ساتھ سیاہ زہر اور بڑی الائچی ملا کر استعمال کریں تو انہیں ان شکایات سے بچھا کر امل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ گرمیوں کے موسم میں کدو کھانے سے پیاس کی شدت میں کمی ہوتی ہے۔ معدے کی تیز آہیت دور ہوتی ہے اور دل و ماغ کو تفتوت ملتی ہے۔ کھلی آٹھ پر پکایا ہوا کدو کا سانس ایک قدرتی ناک ہے اس میں نہ صرف فولاد بلکہ کیکسٹیم، پوپائیم، وٹامن اے اور بی بھی پائے جاتے ہیں۔ اس میں بہت سے معدنی اور روغنی نکلیات بھی مناسب مقدار میں موجود ہوتے ہیں جو جسم کو توانائی فراہم کرتے ہیں۔ صحت اور مشقت کرنے والے افراد کے لیے کدو اور پنے کی دال کا بکوان بہترین اور فوٹو بخش غذا کی حیثیت رکھتا ہے۔ گوشت اور گرم مصالحے کی کمی بیشی سے نہ صرف اس کی تاثیر میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے بلکہ ذائقہ بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا گوشت کے ساتھ استعمال زیادہ مفید بتایا گیا ہے۔ دالوں میں جس طرح مونگ کی دال ہے ضرورتاً کدو کی جاتی ہے اس طرح کدو کو ہزب یوں میں بے ضرورت خیال کیا جاتا ہے ذیل میں دیئے گئے نقطوں سے اس کی افادیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سرسام: سرسام میں دم کی ایک بیماری ہے جس کے لیے کدو بہت مفید ہے۔ کدو کا رس لے کر اس میں ہموزن روغن کچھ (تکوں کا تیل) شامل کر کے تانے یا پیتھل کی دیکھنی میں ڈال کر اس کا دنتک پکا لیں کہ تمام رس جل جائے اور پھس تیل باقی رہ جائے۔ اسے پکڑے سے چھان لیں اور تیل کو بوتل میں محفوظ کر لیں۔ بوقت ضرورت تھوڑے تھوڑے وقت سے مرلیش کے سر پر

ہفتہ وار رفتہ

راشد العزیری ندوی

الحال 5 دن کام کرنے کی تجویز کو نافذ کرنے کا کوئی اشارہ نہیں ملا ہے۔ ایسے میں ان کی تنظیم دیگر بینک یونینز کے ساتھ مل کر ایک بڑی تحریک شروع کرنے والی ہے۔ "ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ہفتہ میں 5 دن کام کرنے کا مطالبہ ایک لمبے عرصے سے کیا جا رہا ہے لیکن وزارت خزانہ کی جانب سے ابھی تک اس کی حتمی منظوری نہیں مل پائی ہے۔ ہفتہ میں 5 دن کام کرنے کی تجویز منظور کر لی جاتی ہے تو بینک برانچ کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات میں بھی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ ایسا اس لیے کیا جائے گا کہ بینک صارفین کو بینک کی خدمات زیادہ وقت تک مل سکے۔

پارلیمنٹ میں اڈانی معاملے پر تحقیقات کا مطالبہ

پارلیمنٹ کے اجلاس سے قبل اپوزیشن اتحاد اڈانینیشنل ڈیپوٹمنٹل انکلیویو ایسوسی ایشن (ایڈیا) کے متعدد رہنماؤں نے گوتھ اڈانی اور سنبھل تشدد کے معاملات پر حکومت کے خلاف احتجاج کیا۔ لوک سبھا میں قائد حزب اختلاف راہل گاندھی اور کارگرسر رہنما پرینکا کاندھی نے دیگر اپوزیشن رہنماؤں کے ساتھ مل کر پارلیمنٹ کے احاطے میں مظاہرہ کیا اور گوتھ اڈانی کے معاملے پر جو انٹ پارلیمنٹری کمیٹی (سے پی سی) کی تشکیل کا مطالبہ کیا۔ اپوزیشن کے رہنماؤں نے حکومت پر الزام کیا کہ وہ اڈانی گروپ کو محفوظ فراہم کر رہی ہے اور مالی بے ضابطگیوں کو نظر انداز کر رہی ہے۔ مظاہرے میں کانگریس، عام آدمی پارٹی، راشٹریہ جنتا دل (آر جے ڈی)، شیو سینا (یو پی)، ڈی ایم کے اور بائیں بازو کی جماعتوں کے رہنماؤں نے حصہ لیا۔ انہوں نے وزیر اعظم نریندر مودی کے خلاف نعرے بازی کی اور حکومت سے جواب طلب کیا۔ اپوزیشن نے گوتھ اڈانی پر امریکی پراسیکیوٹری کی جانب سے عائد کیے گئے رشوت اور دھوکہ دہی کے الزامات کی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے ذریعے تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

جی ایس ٹی میں بڑی تبدیلی کا امکان

جی ایس ٹی شرح کو منطقی بنانے کے لیے تشکیل وزراء۔ گروپ (جی او ایم) نے ٹولڈ ڈریک، سگریٹ اور تباکو جیسے نقصان دہ مصنوعات پر ٹیکس کی موجودہ شرح کو 28 فیصد سے بڑھا کر 35 فیصد کرنے کی سفارش کی ہے۔ جی ایس ٹی ٹیکس 21 دسمبر کو ہونے والی میٹنگ میں اس پر فیصلہ کرے گی۔ مرکز کی وزیر مالیات نرملہ سیتا رمن کی صدارت میں منعقد ہونے والی اس میٹنگ میں ریاستوں کے وزیر مالیات بھی شامل ہوں گے۔ بتایا جاتا ہے کہ وزراء گروپ نے کئی ایشیاء کی شرحوں میں تبدیلی کی رپورٹ کو آخری شکل دے دی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ کل 148 مالیاتی شرحوں میں تبدیلی کی سفارش کی گئی ہے۔ ایک افسر کے مطابق ہمارے نائب وزیر اعلیٰ سمرات چوہدری کی صدارت میں تشکیل وزراء۔ گروپ (جی او ایم) نے بلوچستان پر ٹیکس کی شرحوں کو بھی منطقی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزراء گروپ نے 1500 روپے تک کی لاگت والے ریڈیو پیکٹوں پر 5 فیصد جی ایس ٹی لگانے کی بھی بات کہی ہے جبکہ 1500 روپے سے 10000 روپے کی قیمت والے پیکٹوں پر 18 فیصد اور 10000 روپے سے زیادہ لاگت والے پیکٹوں پر 28 فیصد ٹیکس لگے گا۔

اتر پردیش کے غنڈہ ایکٹ کو سپریم کورٹ نے بتایا بہت سخت،

اتر پردیش کے غنڈہ ایکٹ سے متعلق سپریم کورٹ نے تلخ تبصرہ کرتے ہوئے اسے بہت سخت قرار دیا ہے۔ جسٹس بی آر گوئی اور جسٹس کے وی شوٹا نے جج کی بیج نے 4 دسمبر کو ایک عرضی پر سماعت کرتے ہوئے یہ بیان دیا۔ بیج نے واضح لفظوں میں کہا کہ اتر پردیش کا غنڈہ اور غیر سماجی سرگرمی روک تمام ایک بہت سخت ہے۔ دراصل اللہ آباد ہائی کورٹ نے ستمبر 2023 میں غنڈہ ایکٹ کے تحت زیر التوا کارروائی روکنے کا مطالبہ کرنے والی ایک عرضی کو خارج کرنے کا فیصلہ سنایا تھا۔ اس فیصلے کو عرضی دہندہ نے سپریم کورٹ میں چیلنج پیش کیا۔ اب عدالت عظمیٰ نے عرضی پر سماعت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس عرضی پر سپریم کورٹ نے گزشتہ سال نومبر ماہ میں یو پی حکومت سے جواب طلب کیا تھا۔ ساتھ ہی اس نے عرضی دہندہ کے خلاف لیگسلا ایکٹ کے تحت کسی کارروائی پر بھی روک لگا دی تھی۔

پولنگ مرکز اور ووٹس سے متعلق عرضی پر ایکشن کمیشن سے مانگا جواب

سپریم کورٹ نے ایکشن کمیشن سے اس مفاد عامہ عرضی پر جواب طلب کیا ہے جس میں ہر پولنگ مرکز پر ووٹس کی زیادہ سے زیادہ تعداد 1200 سے بڑھا کر 1500 کرنے کے فیصلے کو چیلنج کیا گیا ہے۔ عدالت نے یہ بھی کہا کہ وہ اس معاملے میں فگر مند ہے۔ چیف جسٹس نیوکن اور جسٹس جے مار کی بیج نے ایکشن کمیشن کی طرف سے پیش سینئر وکیل مندر رکھ کو اس فیصلے کی دلیل کو واضح کرتے ہوئے ایک مختصر حلف نامہ داخل کرنے کو کہا ہے۔ بیج کا کہنا ہے کہ ایکشن کمیشن کی طرف سے پیش سینئر وکیل مندر رکھ نے کہا ہے کہ وہ ایک مختصر حلف نامہ کے ذریعہ صورت حال واضح کرے گی۔ حلف نامہ 3 ہفتہ کے اندر داخل کیا جائے۔ بیج نے یہ بھی کہا کہ وہ اس معاملے میں مفکر مند ہے اور کسی بھی ووٹ کو اس سے محروم نہیں رکھا جاتا ہے۔

'آل انڈیا بینک آفیسرز کنفیڈریشن' کا ہفتہ میں 5 دن کام کا مطالبہ

آل انڈیا بینک آفیسرز کنفیڈریشن (اے آئی بی اوسی) نے ایک بڑی تحریک شروع کرنے کی بات کہی ہے۔ بینک آفیسرز ایسوسی ایشن نے کہا ہے کہ اگر ہفتہ میں 5 دن کام کرنے کے مطالبہ کو حکومت منظور نہیں کرتی ہے تو تنظیم ایک بڑی تحریک شروع کرے گی۔ اے آئی بی اوسی کے جنرل سکرٹری روچم رائے نے کہا کہ "حکومت کی جانب سے فی

میں تو معمولی سا مٹی کا دیا ہوں پھر بھی
لوگ کرتے ہیں ہواؤں سے شکایت میری
(انجم بارہ بنگلوی)

مولانا قاری اسحاق گورا

یوپی مدرسہ ایکٹ پر سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ

شعبوں میں اپنے طلباء کو تربیت دے سکیں اور انہیں عصر حاضر کے چیلنجز سے نمٹنے کے قابل بنائیں۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد، مدارس کے انتظامیہ کے لیے ایک سنہری موقع ہے کہ وہ اپنے نظام میں مزید بہتری لائیں اور جدید تعلیم کو اپنے نصاب میں شامل کریں۔ مدارس کو چاہیے کہ وہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس، ریاضی، زبان، اور کمپیوٹر سائنس جیسے عصری مضامین کو بھی شامل کریں تاکہ طلباء کو ایک جامع تعلیم فراہم کی جاسکے۔ اس سے مدارس کے طلباء جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکیں گے اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔ مدارس کے تعلیمی نظام میں اصلاحات اور جدت لانے کے لیے حکومت بھی اپنی کوششوں کو مزید بڑھا سکتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ مدارس کے اساتذہ کی تربیت پر خصوصی توجہ دے تاکہ وہ طلباء کو بہتر تعلیم فراہم کر سکیں اور جدید تعلیمی مواد کو آسانی سے سکھائیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد، مدارس کے ذمہ داران اور تعلیمی ماہرین نے اس فیصلے کو سراہا ہے۔ ان کے مطابق یہ فیصلہ مدارس کو قانونی اور آئینی طور پر مضبوط بنانے کا باعث بنے گا۔ مدارس کے ذمہ داران کا کہنا ہے کہ اس فیصلے سے انہیں اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو مزید بہتر انداز میں جاری رکھنے اور ان میں جدت لانے کا موقع ملے گا۔ مدارس کے ذمہ داران نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ مدارس کے لیے مالی امداد اور تعلیمی وسائل میں مزید اضافہ کرے تاکہ مدارس اپنے نظام کو بہتر بنا سکیں۔ اس فیصلے نے مدارس کو ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا ہے جس سے وہ اپنی خدمات کو مزید فروغ دے سکتے ہیں۔

سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ یوپی مدرسہ ایکٹ کی آئینی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے مدارس کو ان کے دینی اور تعلیمی حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ یہ فیصلہ الہ آباد ہائی کورٹ کے اس موقف کو رد کرتا ہے کہ ریاستی حکومت کی مدارس میں مگرانی ان کی مذہبی آزادی میں مداخلت کرنی ہے۔ سپریم کورٹ نے واضح کیا کہ حکومت کا تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط قائم کرنے کا حق صرف آئینی ہے بلکہ مدارس کو بہتر تعلیم اور معیار فراہم کرنے میں معاون ہے۔ اس کے ساتھ ہی عدالت نے یہ بھی تسلیم کیا کہ حکومتی مداخلت مدارس کی خود مختاری کو محدود کرنے کی بجائے انہیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں مددگار ہے۔ مدارس کے لیے یہ ایک اہم فیصلہ ہے جو ان کی قانونی حیثیت کو مضبوط بنا تا ہے اور انہیں جدید تعلیمی تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس فیصلے کے بعد مدارس کو چاہیے کہ وہ اپنے نصاب میں عصری علوم، جیسے سائنس، ریاضی، اور انگریزی کو شامل کریں تاکہ طلباء کو وسیع تعلیمی مواقع پیش آ سکیں اور وہ جدید دنیا کا حصہ بن سکیں۔ اس کے علاوہ، حکومت کو بھی اساتذہ کی تربیت کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ وہ جدید تعلیمی تقاضوں کے مطابق طلباء کی رہنمائی کر سکیں۔ مدارس کے ذمہ داران نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ حکومت ان کے نظام میں مزید بہتری کے لیے مالی امداد اور وسائل فراہم کرے گی۔ مدارس کی انتظامیہ اس بات پر زور دیتی ہے کہ یہ فیصلہ انہیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم میں بھی ترقی کا موقع فراہم کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی حکومت سے توقع کی جا رہی ہے کہ وہ مدارس کو ایک محفوظ اور باوقار تعلیمی ماحول فراہم کرے گی جس میں مدارس بغیر کسی دباؤ کے اپنی تعلیمی اور دینی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔ آخر میں، سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بھارتی آئین اقلیتوں کے حقوق کا محافظ ہے اور انہیں اپنے تعلیمی اداروں کے انتظام میں آزادی فراہم کرتا ہے۔ اس فیصلے کے بعد مدارس کو اپنی تعلیمی شناخت برقرار رکھتے ہوئے جدید تعلیم کے حصول کا موقع ملتا ہے۔ یہ فیصلہ مدارس کے لیے ایک مثبت قدم ہے اور انہیں چاہیے کہ وہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنائیں اور اپنے طلباء کو مستقبل کی ضروریات سے آراستہ کریں۔

بھارت میں مدارس نہ صرف اسلامی تعلیمات کا مرکز ہیں بلکہ دینی تربیت اور اخلاقیات کے فروغ کے بھی اہم ذرائع ہیں۔ مدارس کا کردار مسلمانوں کے دینی، سماجی اور اخلاقی ترقی میں نمایاں رہا ہے۔ حالیہ دنوں میں، سپریم کورٹ نے یوپی مدرسہ ایکٹ کو برقرار رکھتے ہوئے ایک اہم فیصلہ سنایا اور الہ آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دیا، جس میں اس قانون کو غیر آئینی قرار دیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ مدارس کی آئینی حیثیت، ان کی تعلیمی آزادی اور ان کے وجود کے تحفظ کی علامت ہے۔

یوپی مدرسہ ایکٹ انٹر دیش میں مدارس کی تعلیم کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لیے منظور کیا گیا تھا۔ اس قانون کا مقصد یہ تھا کہ مدارس میں تعلیم کے معیار کو برقرار رکھا جائے اور انہیں جدید تعلیمی نظام میں شامل کیا جائے۔

اس ایکٹ کے تحت، مدارس کو حکومت سے منظوری اور مالی امداد فراہم کی جاتی ہے، جس کا مقصد ان مدارس کو تعلیمی نظام میں شمولیت اور بہتر تعلیمی معیار کی جانب رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

گزشتہ سال، الہ آباد ہائی کورٹ نے یوپی مدرسہ ایکٹ کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس قانون کے تحت حکومت کی جانب سے مدارس میں مداخلت مذہبی آزادی

میں دخل اندازی کے مترادف ہے اور یہ آئین کی روح کے خلاف ہے۔ عدالت کے مطابق، مدارس مذہبی تعلیمی ادارے ہیں اور ان کی فعالیت میں حکومتی مداخلت

ان کی آزادی میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ اس فیصلے پر عوام میں مختلف آراء پائی گئیں۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ فیصلہ مدارس کی تعلیمی و انتظامی آزادی کو محدود

کرنے کا باعث بنے گا، جب کہ دیگر کے مطابق حکومت کو تعلیمی معیار کے فروغ کے لیے مدارس میں کردار ادا کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ تاہم، عدالت نے

مدارس کی خود مختاری کو برقرار رکھتے ہوئے یوپی مدرسہ ایکٹ کو ختم کیا۔ سپریم کورٹ نے الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے یوپی مدرسہ ایکٹ

کو برقرار رکھا اور واضح کیا کہ مدارس کی فعالیت میں حکومتی مگرانی ان کی تعلیمی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ عدالت نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مدارس کو جدید تعلیم کے ساتھ ہم

آہنگ کرنے کے لیے حکومتی سرپرستی کا ہونا ضروری ہے، جو کہ آئین کے عین مطابق ہے۔ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ مدارس کو ان کے آئینی حقوق اور ان کی تعلیمی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے وجود کا تحفظ فراہم

کرتا ہے۔ عدالت نے یہ بھی کہا کہ حکومت کی جانب سے مدارس کو منظوری دینا اور ان کی مگرانی کرنا آئینی طور پر درست ہے اور یہ اقدام مدارس کو تعلیمی معیار میں بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

بھارتی آئین کی دفعہ 25 تا 30 میں مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کو مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ دفعہ 25 کے تحت ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کا حق حاصل ہے، جبکہ دفعہ 30 کے تحت اقلیتوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام چلانے کی آزادی دی گئی ہے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے

میں اس بات کو اجاگر کیا گیا کہ یوپی مدرسہ ایکٹ نہ تو مذہبی آزادی میں مداخلت کرتا ہے اور نہ ہی اقلیتی حقوق کی پامالی کرتا ہے۔ یہ قانون مدارس کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ جدید تعلیمی تقاضوں کے مطابق اپنے نظام کو مستحکم

کر سکیں اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کو حصہ بھی بن سکیں۔ اس فیصلے سے مدارس کو قانونی طور پر تحفظ ملا ہے اور وہ بغیر کسی خوف کے اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں۔

مدارس اسلامی تعلیمات کا گہوارہ ہیں اور ان کا کردار دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سماجی اور اخلاقی تربیت میں بھی نمایاں ہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں مدارس مسلمانوں کو تعلیم، تربیت، اور رہنمائی فراہم کرنے میں بنیادی

کردار ادا کرتے ہیں۔ مدارس کے فارغ التحصیل طلباء مختلف شعبوں میں اہم خدمات انجام دیتے ہیں اور معاشرتی ترقی میں حصہ لیتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے فیصلے نے مدارس کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنی دینی شناخت کو

برقرار رکھتے ہوئے جدید تعلیمی نظام سے ہم آہنگ ہو سکیں۔ اس فیصلے سے مدارس کو یہ موقع ملا ہے کہ وہ جدید تعلیمی

مدارس اسلامی
تعلیمات کا گہوارہ ہیں
اور ان کا کردار دینی تعلیم کے
ساتھ ساتھ سماجی اور اخلاقی
تربیت میں بھی نمایاں ہے۔
ہندوستان کے مختلف علاقوں میں
مدارس مسلمانوں کو تعلیم، تربیت،
اور رہنمائی فراہم کرنے میں بنیادی
کردار ادا کرتے ہیں۔ مدارس کے
فارغ التحصیل طلباء مختلف
شعبوں میں اہم خدمات انجام
دیتے ہیں اور معاشرتی
ترقی میں حصہ لیتے
ہیں۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یاد دہانی کے لیے ریکارڈ
اٹکن کر کے آپ سالانہ یا شہماشی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور اس آئی پی نمبر 9576507798 (محمد اسماعیل اللہ ٹاکی میجر نیٹیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نیٹیب کے شا آئقین نیٹیب کے آئی فیل ویب سائٹ www.imaratsariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نیٹیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
WEEK ENDING- 09/12/2024, Fax : 0612-2555280, Phone: 2555351, 2555014, 2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
قیمت فی شمارہ - 8 روپے
شہماشی - 250 روپے
سالانہ - 400 روپے
نیٹیب